

سلسلہ عالیہ احمدیہ کاسٹ پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین خلیفہ اول کی تحریک ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ صاحب
میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا اما بانفسهم ثم ياتيهم عذابهم فاما بانفسهم ثم ياتيهم عذابهم فاما بانفسهم ثم ياتيهم عذابهم

میک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔

شرح قیمت
جو پیشگی
لیجائیگی
عوض
خواص
بندوبست
غیر مناسب
غیر متعلق
سے

۱۹۰۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی ترازب احمدی

بیادریز متاں تانبہ بینی عالمی دیگر بہشتہ دیگر دالمیں دیگر آدمی دیگر

Digitized by Khilafat Library

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی!

چہ گویم باتو گرائی چہا در قادیان بینی!

نمبر ۳۳

جلد ۱۸ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱- رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ ہجری

الحکم کے فائلوں کی رعایتی قیمت کا اعلان!

(۱ جولائی سے لیکر ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء تک)

الحکم کے دوبارہ اجازت سے بہت سی مالی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے
بورڈ آف ٹریسٹرز نے تو آج تک روپیہ قرض لیکر اخبار جاری رکھا ہے
اور کسی حد تک بعض سرپرستان الحکم نے بھی بورڈ مذکور کو مدد دی ہے
مگر یہ مدد موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے ایسی حالت
میں ہمارے بعض جہربان بچائے مدد دینے کے الحکم کے
وی پی دھول کر نیسے انکار کرتے ہیں اور کارخانہ کو ضعف پہنچا
ہے۔ اس وجہ سے کو اور بھی ہلکا کر نیسے لئے ہم نے مناسب سمجھا ہے
کہ الحکم کے گزشتہ سالوں کے فائلوں کی قیمت میں رعایت کر
دی جائے

چنانچہ ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۶ء تک

کے چھ سالوں کے فائل بچائے ساٹھ روپے کے صرف ۴۰
روپیہ میں دیے جائیں گے ۱۹۰۹ء سے لیکر ۱۹۱۳ء
۵ سالوں کے فائلوں کی قیمت جو خافت اہل کے زمانہ میں لکھے
گئے ہیں میں روپے پر دیئے جائیں گے

ایک ضروری اطلاع

بخدمت بزرگان احباب سلسلہ احمدیہ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ
برابر کئی ہفتہ سویری ایک نظم کے متعلق الحکم میں ایک ضروری
ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان احباب سلسلہ کو توجہ دلائی جا رہی
ہے کہ اس رویہ کی تکمیل ہو جو میں نے اس نظم کے متعلق دیکھا تھا
میں صاحب اس نظم کو بھیج کر احباب کچھ مدت میں پیش کرنا تکمیل دیا
کا جزو لاینفک سمجھتے ہیں اور درحقیقت ہونا ہی چاہیے
چونکہ استغاری میں بقیہ رہی ہے میں نے نصیحت کر دی
اور خیال سے اس نظم کو لکھا ہے اور احباب سلسلہ کو اس نظم سے
علامہ در کرنا چاہا ہے اگر یہ نظم اپنے سچے مفہوم کو قبول ہو جائے تو
احباب کی قدر دانی نہ صرف تکمیل رویہ کے لحاظ سے حق بجانب ہوگی
بلکہ خوشنودی خدا اور حضرت مسیح موعود مرحوم و منقول کی روح پر فوج
کی مسرت کا باعث ہوگی۔ میں یہی احباب توجہ دلاتا ہوں کہ الحکم کے
اعلان ضروری کو حقیقت ہو سکے عملی انگ میں پورا کریں یہ نظم اگر فریم میں
لگا کر گھر میں کہی جاوے تو مران خانہ ان کیلئے ذکر خدا کا موجب ہوگی
اس نصیحت پر جو اس میں لکھی ہے عمل کر نیسے گھر میں رکھ چھپے گی

اور سلسلہ سے پہلے سے فائل جن کی کاپیاں بالکل
مختوڑی تعداد میں موجود ہیں اور جو بالکل نیا ب ہیں ان میں
بے ہر ایک کی فائل پینڈا رکھ روپیہ پر دیا جائے گا۔

جو لوگ الحکم کی لالیف سے واقف ہیں وہ خوب جانتے
ہیں کہ یہ سلسلہ احمدیہ کاسٹ پہلا اخبار ہے جس کو سلسلہ کی
خدمت کرنے آج اٹھارہ سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ فائل کوئی
آجکل کے اخباروں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان کا ایک
ایک صفحہ پیش بہا خزانوں سے پر ہے اور یہ تمام فائل سلسلہ کی
ایک مکمل تاریخ ہیں۔

ان کے مطالعہ سے نشان آج ہی ایسا ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے
جیسا کہ آج سے کئی سال پیشتر فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ اگر ہمارے
دوست فائلوں کی خریداری کی طرف متوجہ ہوں تو ایک تو
ان کو مختوڑی قیمت میں قیمتی خزانہ مل جائیگا۔ اور دوسرا
الحکم کی موجودہ مالی مشکلات میں مدد ہو جائے گی!

(میلنجی)

درود کا اہم

فقال میں آہ میں فریادیں شیون میں نالے میں

ستاؤں درود طافت اگر ہو سننے والے میں

الحکم کے موز ناظرین میں سے شاید بہت ہی کم احباب اس بات سے واقف ہیں کہ ایڈیٹر المحکم اپنے ہیڈ کو اتر سے دو در اور کیوں دوسرے؟ ممکن ہے کہ کسی قدر دلچسپی اس راز سے اپنے ناظرین کو آگاہ کر سکوں لیکن اس وقت میں جس درود سے بیقرار ہو کر یہ چند سطروں لکھنے پر مجبور ہوں اسکا اظہار کی کوشش کرتا ہوں۔ میں اپنے ہیڈ کو اتر سے دو در اور باہر تھائی مگر میرے عزیزوں اور احکم کے کارپردازوں نے اپنی مہمل انگلی اور غلط اندیشی سے گزشتہ درواہ کے اندر المحکم سے بالکل محروم کر دیا۔ جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ میں المحکم کی حالت پر نظر نہ کر سکا اور نہ قوم کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کا موقعہ پاسکا۔

آج ۲۹ جولائی ۱۴۱۷ھ کو متوازن خطوط اور برقی پیام کے بعد المحکم کے چند گزشتہ پرچوں کے دیکھنے کا موقع ملا جن کو دیکھ کر

میری آنکھوں کا آنسو نکل گئے

ایڈیٹر المحکم کے جائز اور سچے اور لگانے نہ مگر کوئی عیب نہیں ملتا کہ وہ احمدی قوم میں اخباری اور اخبار نویس کا مذاق پیدا کرنے والا ہے اس فن کو اس نے گزشتہ چوتھائی صدی سے نہ صرف مطالعہ کیا ہے بلکہ عملی طور پر اس کے ذریعہ قوم کی خدمت کی ہے اسلئے المحکم جو اس کی زندگی کی روح ہے اس کو اس حالت میں دیکھ کر حقدور صدمہ لے ہو سکتا ہے ناظرین اسے محسوس بھی نہیں کر سکتے۔ اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ گزشتہ خرد گذشتوں کے متعلق میں عند تقصیر پیش کروں

ناظرین جانتے ہیں المحکم کا ایڈیٹر اپنی ایک مستقل رائے رکھتا ہے اور اس پر کسی وجہ سے یا شوکت کا اثر نہیں پڑتا۔ اس کا مدد ہے کہ صرف امام کی رائے ایک ایسی رائے ہے جو ناظرین اور قارئین میں ہے۔ ہماری آوازیں اسکی صدا کے سامنے ختم ہو جاتی ہیں وہ ازادی رائے کا ہمیشہ قدر دان ہے خواہ وہ اسکی اپنی محکم کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اسلئے میں المحکم کی اس سیرت کو اپنی زندگی میں قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ پس گزشتہ خبروں پر درود کو کرتے ہوئے اگر میں کسی ذمہ دار بزرگ کی رائے سے اختلاف کروں تو وہ حوصلہ سے سنیں گے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ المحکم کا اہم حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے

متواتر ہی عرصہ پیشتر حضرت امیر المؤمنین سیدنا فضل محمد رضا علیہ السلام حضرت کے ساتھ یکدیگر باجیکہ سلسلہ میں ہمارے ایک ختم بہائی تھے۔ میری اپنی مرضی پر موقوف ہوتا تھا میں ابھی ایک عرصہ تک محکم کا نام نہ لیتا مگر واقف حال احباب کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم المحکم کے لئے کشتہ جوش اور تڑپ رکھتے تھے۔ المحکم کے متعلق میری کوتاہی ان کو برہنہ کر دیتی اور ہمارا ہو جاتے۔

میں اس فوری انتظام کی حقیقت سے محض ناواقف تھا لیکن تصور ہی دونوں بعد واقعات نے حقیقت کا اظہار کر دیا حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے حضرت کے ارشاد کے تحت اسکی مالی ذمہ داری کو اپنے سر لے لیا۔ اور کمال ادب سے اتنا بھی نہ پوچھا کہ روپیہ کا کیا ہوگا بلکہ حضرت نے جو فوراً ایک ہزار دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی مالگایہ ادب اور احتیام!۔

حقیقی معرفت کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا نور الدین محمود کی حقیقت سے آگاہ تھا اور محمود نور الدین کو پہچانتا تھا ہم اگر اس رنگ میں پہچانتے تو حارث ہوتے!۔

بہر حال المحکم نکلا اور بدقت نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اسے موقع دیا کہ وہ ممکنین خلافت کی حقیقت کا ہول سے کیونکہ وہ انکی گزشتہ چھ سالہ کوششوں سے واقف تھا۔ اس موقع پر شاید حق کیلئے اس کو کچھ مخالفین و منکرین سے سننا پڑا۔ اس کا اس کو ذرا بھی افسوس نہیں۔ بلکہ اسکی سعادت ہے کہ وہ اہل بیت رسالت کیساتھ دکھ

دیکھا۔ حضرت فضل عمر علیہ السلام کا بورڈ آف ڈائریٹرز

جب اللہ تعالیٰ نے بار خلافت رکھ دیا اور آپ کی مصروفیت بیدار ہو گئی تو اخروی مسئلہ میں آپ نے حضرت ذاب صاحب محمد علیخان صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ایڈیٹر المحکم کی ایک کمیٹی بنادی مگر انہیں ایام میں ایڈیٹر المحکم کو اپنے ہیڈ کو اتر سے باہر جانا ضروری معلوم ہوا تھا کہ جو لوگ اپنی گواہ نظری اور بدعتی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ایڈیٹر المحکم کا اہم خلافت کی تہ میں کام کرتا ہے انہیں عقل آجائے کہ

اللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ

ہی سچی بات ہے یہ کام خدا کے فضل۔ تائید اور تعلیم کے نیچے ہو رہا ہے۔ چنانچہ اب ان باطل پرستوں کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جن لوگوں کو اپنی دانش اور فہم میں معاملہ فہم جانتے تھے وہ باہر ہیں اور تمام کام محمدی سے ہو رہے ہیں۔

میں نے اپنی غیر حاضری کے ایام المحکم کا چارج میں المحکم کا عارضی چارج اپنے عزیز کرم محمد مبارک اسماعیل بی۔ اے کو دیا۔ لیکن المحکم گزشتہ ۱۸ سال

ایسے ہاتھوں میں نشوونما پا چکا تھا جو کسی گریجویٹ کے ہاتھ نہ تھے اسلئے یہ دگر یافتہ ایڈیٹر اسے نہ آیا۔ عزیز مبارک کی نگاہ کسی شاعر اور نگارنی اخبار کے صفحوں کی تلاش کرتی تھی اور ایڈیٹر المحکم اپنے گزشتہ چھوٹھائی صدی کے تجربہ کی بنا پر ایم۔ اے کی سند لئے ہوئے نوجوان کو بھی اپنے ماتحت ایڈیٹر کی قابل نہیں سمجھتا تھا اسلئے المحکم کا درجہ میں اعزاز کرتا ہوں کہ معنی میں کے لحاظ سے گر گیا۔

اور المحکم اپنے مقام کو قائم نہ کر سکا! یہی ایک بات ہے جس نے مجھے ان پرچوں کو دیکھ کر روک لایا۔ اور بورڈ آف ڈائریٹرز نے اخبار کے اخراجات کیلئے روپیہ ہم پہنچانے کا نوٹ کر لیا۔ مگر ان میں سے کسی نے اخبار کی اخباری حیثیت پر نظر نہ کیا۔ اس کے لئے سب زیادہ افسوس مجھے اپنے محسن و مخدوم اور واجب الاحترام بزرگ

حضرت ذاب صاحب پر ہو

جبکی معاملہ فہمی اور تکتہ رسی کا میں دل سے معترف ہوں۔ ڈاکٹر صاحب پر بہت سی ذمہ داریاں عاید تھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اخبار کی قیمت کے معیار پر غور کرنے کا وقت نہیں پاسکتے تھے۔ ایسی حالت میں مجھے کہہ دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ

ان پرچوں کی ترتیب پر روپیہ ضائع کیا

معاصر نور سے نوک جھونک

کو کس سپر کی کجالت میں پا کر اس پر نظر عنایت کی اور جو سبق اور نصیحت وہ اپنے متواتر پرچوں میں ممکنین خلافت کے جواب دینے والوں کو دے رہے تھے۔ اس پر عمل کیا۔

میں نے غیر ضروری امور پر بحث کرنے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھی۔ سائبر محمد یوسف صاحب عرصہ سے اس کوشش میں تھے کہ المحکم کو چیئر میں اسکے لئے ان کے قابل گواہ ہیں۔ مگر میں اس کو ایک بے سود کوشش سمجھتا اور خاموش رہتا۔ لیکن انہوں نے میری غیر حاضری سے فائدہ اٹھایا۔ اور ناخوشگوار نوجوانوں کو اپنا مد مقابل بنا لیا۔ اور

بھر محض خیالی اور لفظی بحثوں میں معاملہ کو برباد کر دینا دار اخبار کو اس پر لڑت لکھنا پڑا۔ اور میں زمیندار کی اس معاملہ میں صاف گوئی کا اعتراف کرتا ہوں امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب نور بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے

میں اس معاملہ پر کچھ لکھتا نہیں چاہتا۔ ایڈیٹر صاحب نور سے دوستانہ گلہ کرتا ہوں۔ کیا میری غیر حاضری میں المحکم کیساتھ یہی سلوک جائز ہو سکتا تھا کہ اس کے خلاف فیہداری مقدمہ قائم کر دینے کا منصوبہ کر دیا گیا اور یہ قرار دیا کہ ایڈیٹر المحکم کو یا تو مار لے ان کے سر پر کھڑا ہے۔ وہ تنہائی میں ہی سوچیں گے تو خود بھی انہیں افسوس ہوگا۔ مجھے کوئی شکایت نہیں کوئی رنج نہیں المحکم کی قیمت میں یہ بات ہے کہ وہ دوستوں اور ماہرین ہی سے دیکھ دیا جائے

افریقہ میں توحید و تثلیث کا مقابلہ

مسیحی مشنریوں کی اولوالعزمی اور مسلمانوں کی خفلیت

نمبر - (اول)

اختیار وکیل نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک سلسلہ مضامین مسلمانوں کی توجہ اور مذہبی بیداری کیلئے شائع کرنا شروع کیا ہے میں اسے سر دست بلا کم و کاست ذیل میں درج کرتا ہوں اور اپنی قوم کو اس پر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ فرض اگر اس وقت کسی جماعت اور قوم کا ہے تو وہ صرف اٹھویں قوم کو اس پر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ فرض اگر اس وقت کسی جماعت اور قوم کا ہے تو وہ صرف اٹھویں قوم کا ہے۔ اس لئے کہ یہی وہ قوم ہے جس نے دین کو دنیا پر مقلد کر کے کاحکیم کیا ہے۔ عیسائی مذہب مشنری مذہب نہ تھا اس لئے کہ حضرت مسیح کی بعثت کی یہ غرض نہ تھی کہ وہ صرف نبی ہو بلکہ اس کی غرض تھی کہ وہ رسول کی بشارت دیتے۔ برخلاف اس کے اسلام ایک مشنری مذہب تھا۔ کیونکہ وہ عالمگیر مذہب تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دائرہ نوع انسان کے مرکز پر کھینچا گیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

خَلَّيْنَاكَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (امد پھر ہر مسلم کے ذریعہ تبلیغ اسلام ایک فرضیت کا رنگ لگتی تھی۔ اور پھر ایک جماعت مخصوص کر کے ان کے ذریعہ حکم دیا۔ جماعت اس زمانہ میں ہی جماعت ہو سکتی ہے بلکہ ذریعہ تبلیغ اسلام مقدس کیا گیا ہے۔ مفسرین اسلام متفق ہیں کہ ہواللہی اور رسول اللہ بالہدایہ و دین الحق لیضلہ علی الدین کلمہ مسیح موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوگا۔ اور وہ آیتوں سے مؤید تمام ایمان لاکھ کے لگیا اور تم میں وہ روح اشاعت اسلام پیدا کرے اور حقیقی اسلام سے آگاہ و آفتاب کر کے خدا کے حضور چلا گیا۔ اب اس کے دوسرے خلیفہ اور مصلح موجود کا دور ہے۔ اس کے ہاتھ پر اسلام کا اکناف عالم میں پھیلنا بھی مقدس ہے۔ دکان اہل معوکلہ۔ یہ ہو کر رہ گیا۔ اس کو خدا کے لئے جو جو شہادت مفید کیلئے دیا ہے وہ تمہیں معلوم ہے پس اگر کسی قوم اور جماعت یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی توجہ نہ دے گی۔

افریقہ میں جو حالت ہے وہ ہمیں اس مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہوگی جو ذیل میں لیا جاتا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ مشرقی افریقہ میں ہمارے مشنری جلدیں لاریں توان خوشنوں کو منگے رہا ہوں۔ جو غریب افریقہ سے آنے والے ہیں میرے دوستو! وہ وقت قریب آگیا ہے کہ تم اب مشرق مغرب میں پھیل جاؤ۔ لیکن یاد رکھو تہذیب کا مہیا بیڑا آہستہ اور نفاق پر مبنی نہیں۔ ان ذیل صفات کے اندر نشوونما کی طاقت نہیں ہے جب تم حق بیکر نکلتے ہو پھر خوف کس کا؟ اگر تم احمدیت کے اظہار سے

بار بار اس کے متعلق اپیلیں کرتے رہنا میں حقیقی پسند قوم کی ہنگامتا ہوں۔ حضرت امیر المومنین خلیفہ اول نور الدین مرقدہ نے چھ ہزار کی اپیل تم کی تھی میں کہہ چکا ہوں کہ میرے فرض ہے جو قوم کے ذمہ ہے۔ اسے ادا کر دو اور پورڈ آف ٹریسٹیز کو احکم کے متعلق مالی تفکرات سے آزاد کر دو اور یہ تفکرات وہاں تک ہی محدود نہیں حضرت امیر المومنین فضل عثمان ایبہ الدین بصرہ کی ذات تک مشنریوں کیونکہ یہ امانت ان کے سپرد نور الدین نے کی ہے اب چاہو تو

مغفور اور موجود امام کی خواہش کو پورا کرو اور اس سے دعا کرو۔ میں تو اپنی قوم پر یہی حسن ظن رکھتا ہوں ضرورت ہے کہ انجنیں اس سوال کو حل کریں۔ اور آئندہ وہ اس قومی ہنگام کو احباب میں نہ آنے دیں۔ جہاں وہ سلسلہ کے دوسرے صیغوں کی زیر باری کے فکر میں ہیں وہاں اس کو بھی داخل کریں اور میں سمجھتا ہوں صدر انجن کو خود اس کے لئے تحریک کرنی چاہیے۔ میں صدر انجن کو اس کی تحریک کرتا۔ اگر حضرت امیر المومنین نور الدین رضی اللہ عنہ نے اپیل نہ کی ہوتی۔ احکم اگر صدر انجن کا ذریعہ غلام بنا جاتا تو بہت عرصہ پہلے خوشی سے صدر انجن کے بعض ممبر اس کو غیر مقدم کہہ دیتے۔ میں اس وقت صدر انجن کا صرف اس لئے فرض سمجھتا ہوں کہ وہ حضرت امیر المومنین کی اس اپیل کی تعمیل کیلئے اولاً جواب دہ ہے۔

احکم کا موجودہ انتظام قوم کے خادم عزیز غلام محمد احمد حلف ایڈیٹر احکم کے ہاتھ میں ہے۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نے اس کیجے اور اس کے دوسرے بھیائیوں کی زندگی اپنے دلی شعور اور بصیرت کے ساتھ خلصت دین کے لئے وقف کر رکھی ہے حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے ماتحت قوم کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حق دین کا جو کام چاہیں لیں۔ میں اپنے ذاتی حقوق کو اس خدمت پر قربان کر چکا ہوں محمد احمد اپنے آقا سیدنا محمد کا ہم نام ہے احکم کی پہلی جلد کے تیسرے نمبر میں اس کی پیدائش کی خبر درج کرتے وقت یہ نام میں نے حضرت امیر المومنین کے نام پر لکھا دیا ہی رکھا تھا۔ احکم آج بھی کی عمر برابر ہے احکم اس سے دو ہفتہ بڑا ہے۔ میری خوش قسمتی ہے اگر وہ احکم کے ذریعہ خادم قوم ہو تو قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے اس نوجوان خادم کی حوصلہ افزائی کرے۔ میرے مرنے کے بعد اگر وہ احکم کا چارج لیکر قوم سے اپیل کرتا تو میرے یقین ہے شاید قوم میں ایک خاص جوش پیدا ہو جاتا۔ لیکن کیا یہ قومی خوش قسمتی نہیں کہ اس کے خادم کی زندگی ہی میں وہ بچہ جو خدمت دین کیلئے تیار ہے اس کام کو ہاتھ میں لیتا ہے پس تم ایڈیٹر احکم کے معاملات کو اس کی ذات تک ختم کر کے احکم کے اس دور جدید میں اس نوجوان ایڈیٹر کا جو اپنے باپ کی خدمات کو پیش کر کے اپیل کرتا ہے ہاتھ بٹاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو صلاح نہیں کرے گا۔ (یعقوب علی راب او جنوبی ہندوستان)

خلافت کے منکرین کو تہ و بالا رد کیا جائے جماعت کے دو ٹوکے کر دیے اور ہمارے نور صاحب اسلام کے درد سے مضطرب الحال ہو کر اس گتھی کو اس طرح سلجھائیں کہ یہ ہولی کھیلنا ہے۔ یہ جملہ احکم۔ الفضل۔ یا الحق پر نہ تھا۔ تمام راستیا زوں اور انکی جماعت پر نہ تھا اور ہے مگر اپنی اپنی سمجھ ہے۔ بہر حال انکے دل کی بڑاس نکل گئی ہے اور وہ احکم کو اس کی غیر حاضری میں اس کے مرکز سے جو اس قسم کے معاملات میں تھا ہٹانے میں کامیاب ہو گئے آئندہ احکم ایسی نعویات کی طرف توجہ نہ کرے گا۔ اور نہ اس کو فرصت ہے احکم کی تقطیع میری متواتر تحریرات کے پورڈ نے توجہ نہیں کی۔ اور اب انہیں اپنی ناخوشیہ کاری کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ تقطیع کو نہایت بے موقعہ تبدیل کر کے اخباری شان کو اس پہلو پر بھی انہوں نے گردنیا جانا۔ میں احکم کے ذریعہ انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ آئندہ اس کا خد کے ختم ہونے پر اسے پہلی ۲۶ x ۲۹ ہی کی تقطیع پر شائع ہونے دیں۔

احکم میں بعض اور فروگزشتیں

میں جب کالج دلی رنج ہے۔ آئندہ خدا تعالیٰ کا فضل اور توفیق شامل حال ہو تو احکم ان لغزشوں سے بچایا جاوے گا۔ اور ایڈیٹر احکم ہر چند دور ہو۔ لیکن وہ اس کے مضامین کو زیر نظر رکھنے کا ضرورت ہے کہ پورڈ آف ٹریسٹیز بھی توجہ کرے۔ اگرچہ اصولی رنگ میں پورڈ آف ٹریسٹیز نے حضرت امیر المومنین کے اسوہ پر قدم مارا تھا۔ کہ اس کے مضامین کے متعلق کوئی توجہ نہ ہو۔ لیکن اس وقت ایڈیٹر احکم قادیان میں موجود تھا۔ اور اس کی ذمہ داری اور تحریر پر اعتماد کیا جاسکتا تھا۔ اس کی غیر حاضری میں احکم ایسے اخبار کی شان کو قائم رکھنے کیلئے ان آئندہ کا فرض تھا کہ وہ توجہ فرماتے۔ بہر حال میں ان دو مہینوں میں احکم کی حالت پر قوم سے معذرت کرتا ہوں امید ہے وہ بھی دوبارہ دلی سے نظر کرے گی۔

میرے سفر کے اغراض

اور وہ دینی امور سے وابستہ ہے جو شخص کہتا ہے کہ میں اپنے پرائیویٹ کام پر گیا ہوں وہ نادانف ہے میں لاف زنی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ واقعات خود ظاہر کرینگے میں مغربی اور جنوبی ہند کی بعض زبانوں کی تحصیل کی کوشش کرنا چاہتا ہوں۔ اور میرے کے متعلق بعض ضروری نوڈ کا فراہم کرنا میرے نظر ہے اس وقت اسی قدر کہہ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ کا فضل رفیق راہ ہو تو قوم کے سامنے نتائج بھی آجائیں گے۔

آخری بات

اس سلسلہ میں آخری بات صرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ احکم قوم کی ایک امانت ہے

رہنے ہو تو اسکے لئے دوسرے الفاظ ہیں: میں کہتم اس کے ظاہر کرنے کی اس لئے مجراوت نہیں کرتے کہ اس میں حق کی قوت نہیں؟ اگر نفع داند امر واقعہ یہی ہے کہ مخلوق کو دہوکے میں دیتے ہو صفا کہہ دو کہ یہ خیالی امر ہے لیکن یہ حق ہے اور یہی حق ہے تو پھر تم کیوں نہ دیتے ہو۔ احمدی کبھی احمدیت کو پیش کر کے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جنکے قلوب مریض تھے انہوں نے گمان ہی کیا ہے اور وہ تاویلات رکھتے تھے اس سلسلہ کو کاٹنا چاہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ خود ایسے لوگوں کو کاٹ دے گا۔ ان کے ظاہری شان و شوکت اور طعناقی سے دہوکہ نہ کھاؤ۔ یہ طبع سازیاں ایک برسات کے بعد حقیقت کو دکھا دیں گی۔ ہمعصر کل کے آرٹیکل میں تم نے پڑھ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان وجود کو جو ہم آشتی رحم اور صلح کا مجسمہ تھا خدا نے اسے رحمت للعالمین ہو کر وہ پیغام صلح نہ دیا جسکی آج ہر کوئی تحریک کی جاتی تھی۔ خدا کے کسی نبی نے یہ نہ چاہا کہ وہ اپنی پیغام کے مقابل میں اپنی طرف سے کچھ پیش کر دیں۔ یہی طرح اشاعت کا نہیں ہے ایک حق نہیں دیا گیا ہے اس کو لیکر اگر انکار گئے تو تم کا سیلاب ہو سکتے ہو جو لوگ کہتے ہیں ہم راستہ صاف کرتے ہیں یہ غلطی دور کرتے ہیں ان کی اس صدا کو کیا تم نے اس سے پہلے نہیں سنا۔ میں کسی کے برا کہنے سے نہیں ڈرتا۔ اس قسم کی طعنازیوں نے تمہاری ترقی کو کئی سال پیچھے ڈال دیا کیا ہندوستان میں اس طرح تبلیغ نے کوئی اثر پیدا کیا؟ اگر تیری تعلیم یافتہ قوم آزادی پسند قوم نے جنگی داد و اکو کامیابی بنایا جاتا تھا کیا اس حق کو جو سلسلہ کے ذریعہ ظاہر ہوا قبول کر لیا۔ پس حق پسند قوم کی شان سے گری ہوئی بات ہے کہ وہ لفاظیوں پر خوش ہو جائے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تحریروں اور تقریریں نے ایک انزبیدار کیا ہے اسے پوچھو وہ انکی کیا ہے؟ اس کا علی ثبوت کیا ہے؟ جب کوئی علی ثبوت نہ ہو ان عمومی باتوں سے سخر نہ ہو جاؤ۔ اب یاد رکھو کہ ترقی اسلام کی ایک ہی صورت ہے کہ تم اپنے امام کی ماتحت اس حق کو لیکر نکل جاؤ۔ وہ ایک جماعت ایسے مہلکین کی طیارہ کاٹتا ہے۔ پس اس کام کو اس پر چھوڑ دو تم اپنے ذمہ صرف یہ کام رکھو کہ ان مقاصد کیلئے جو مالی ضروریات ہیں ان کا فکر کرو۔

وہ زمانہ گیا جب تمہارا رویہ آئینٹ اور پتھر پر صرف کیا جاتا تھا اب آئینٹ اور پتھر مقدم نہ ہونگے بلکہ اشاعت سلسلہ مقدم ہوگی۔ یہ سال گزرنے نہیں پائیں گا کہ احمدی مشنریز کو تم دنیا کے مختلف حصوں میں پاؤ گے۔

میں بلا خوف و تردد لائیم اپنی پوزیشن کو صاف کئے دیتا ہوں مجھے کہا جاتا ہے کہ خواجہ صاحب کے ساتھ مجھے ہدایت ہے۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ کی قسم ایک جہت ہو سکتی ہے۔ مگر خدا ترس ظالم میرا خطیب نہیں۔ وہ ہر عداوت

کوئی ہونی چاہیے۔ خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں نے الحکم کی راستے کو خدشے میں نہر اڑول اور پیچھے دینے چاہیے ایسی حالت میں کہ الحکم ہماری لوجہ کے نیچے ہو۔ اور اس کا عیال اور ایدھر روپیہ کی ضرورت محسوس کرتا ہو۔ اس نے ان دوستوں کو قبول نہیں کیا۔ خواجہ کے ساتھ میری کوئی عداوت نہیں ہو سکتی۔ ادنیٰ سے تامل سے یہ مسئلہ سمجھ میں آسکتا ہے مال میں یہ کہنا آباہوں کی جو طریق تبلیغ کا دیکھ کر تے ہیں وہ سلسلہ کی اہمیت کو ٹٹلنے کا ہے یا تو انہیں خود اسکے پیش کرنے میں کمزوری معلوم ہوتی ہے اور سلسلہ کی سچائی میں شبہ ہے ورنہ کوئی شخص حق کی قوت پا کر اس کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ جب وہ ہندوستان میں دعوہ کہتے تھے اور بالفاظ خود راستہ صاف کرتے تھے۔ اور آپ ہی اپنے لیکچروں کی کامیابی کا اندازہ ان چیز سے کرتے تھے جو انشاء تقریریں ملتی تھی۔ میں کہتا تھا پھر ان فیشن اور رواج ہے اگر وہ لوگ متاخرین تو کیوں احمدیت کو قبول نہیں کرتے۔ اب واقعات نے بتا دیا کہ خواجہ صاحب کے ولایتی مشن کے باوجود وہی ہندوستان کے ان انگریزی خواہوں نے احمدیت کو قبول نہیں کیا۔ یہاں تک کہ رئیسندہ اور کے ایڈیٹر صاحب نے (جسکی ازبیں توفیق کی جاتی تھی) کہ رجوع کر چکا ہے) بھی رعیت نہ کی۔ تاہم گیارہ سچ۔ اسی طرح ولایتی تبلیغ کا شہر ہے۔ یہ یقینی امر ہے اور صاف شدہ بات ہے۔ خواجہ صاحب سلسلہ کو پیش نہیں کرینگے۔ ایسی صورت میں تمہارا فرض ہے کہ احمدی مشن قائم کرو۔ مادہ تمام اطراف عالم میں انھیں پھیلاؤ۔ یہ ایک فرض ہے جو تمہارا ذمہ ہے میرے دوستو! ان مضامین کے سلسلہ میں ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ کس قدر کام کی جی ضرورت ہے۔ تمہاری ایک سو سے زائد انجمنیں ترقی اسلام کیلئے علاوہ دوسرے چندوں کے اگر صرف میں روپیہ یا ہوا و محسوس کر لیں تو تم دو ہزار روپیہ یا ہوا و دے سکتے ہو۔ پھر دیکھو تمہارا ادھر ہزار روپیہ کس قدر کام دے سکتا ہے۔ اٹھو کہ یہی وقت ہے۔ اب میں وکیل کا مضمون دیکھ کر رہا ہوں۔

خود سے دیکھا جائے تو اسلام کے ایک سچے نام لبر اس کے فرائض کی فہرست صرف صوم و صلوة اور حج و زکات پر ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ ایک راسخ العقیدت مسلم کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ نور ہدایت کے پھیلائے میں ہر وقت اور ہر حالت میں کوشاں رہے۔ ناز بچکانہ ہمیں فرض کیلگی ہے اور اسکے ذریعہ کی تصریح خود خدا نے واحد نے یہ فرمائی ہے کہ ان الصلوة تنکھلی عن الفحشاء والمتکئ (نماز تمام فحش اور ممنوع افعال کے ارتکاب سے روکتی ہے) روزے فرائض کی فہرست میں محض اسلئے رکھے گئے کہ ہمیں صبر و تحمل کا جو گر بنائیں۔ زکوٰۃ کی غرض و غایت سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ امراء مذہب کے دیئے ہوئے مال و دولت

میں سے غریب کی امداد کیلئے بھی کچھ نہ کچھ وقف کیا کریں۔ حج کی مصیبت بالکل ظاہر ہے کہ سال بھر میں ایک مقررہ وقت پر تمام دنیا کے مسلمان مجتمع ہوں۔ اور ان میں باہمی تبادلہ خیالات کے علاوہ شوار مذہب میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی خواہش پیدا ہو۔ لیکن کیا اس مقدس تعلیم کا تمام تر مقصد صرف یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص تزکیہ نفس اور زہد و اتقا کے فیوض و برکات اپنی اپنی ذات تک محدود رکھے اور باقی تمام باشندگان عالم کو اپنے حال پر چھوڑ دے؟ اس سوال کو حل کرنے کے علاوہ ریاضی یا قدیم و جدید فلاسفہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر ہمیں اسلام سے ذرا بھی لگاؤ ہے تو ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارا صحیفہ آسمانی جہاں حافظو اعلیٰ الصلوة اھ کتب علیکم الصبیام اھا اور دیگر ہر کے ارشادات زبانی سنار ہے وہاں اس حکم کا بھی اعلان کرتا ہے کہ ولتکن منکم اھل عیون الی الخیر و یا ہر دن بالمعروف و دینھون عن المنکر (تم میں سے ایک مخصوص جماعت ایسی بھی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے انہیں افعال حسہ پر مائل کرے۔ اور قبیح و مذموم عادات کے ارتکاب سے روکے) رسول مقبول کے زمانہ حیات میں جس صبر و استقلال سے اس حکم کی تعمیل کیلگی وہ کسی بیرو اسلام سے مخفی نہیں۔ کفار کہنے سلسلہ دعوت و ارشاد کو روکنے کیلئے اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ آنجناب کی توہین و تحقیر میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ صحابہ کرام رحمہم کو انوار و اقسام کی تکلیفیں پہنچی تھیں۔ نو مسلموں کو عبرت انگیز سزائیں دیں اور بالآخر جب انہیں اس امر کا یقین واثق ہو گیا کہ انکی تمام مذکورہ بالا جہد و جدت ترقی و اشاعت اسلام میں حایل ہونے سے عاجز ہے تو سب سے آخری تدبیر حضور سرور کائنات کے سلسلے میں پیش کی کہ آپ بتوں سے تعرض نہ کیجئے ہم آپ کے خدا کو برا نہ کہیں گے۔ لیکن خدا نے اسلام کو یہ کیونکر گوارا ہو سکتا تھا کہ نسل انسانی بچان اور اپنے ہی ہاتھ کے بتائے ہوئے بتوں کے سلسلے میں سجدہ ہو اور اس کا رسول چپ چاپ اس قبیح منظر کو دیکھا کرے۔ چنانچہ ان سے صاف طور پر کہہ دیا گیا کہ ہمارے اتفاق کی یہی ایک صورت ہے کہ تم خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھیراؤ۔ پیغمبر حق کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے بھی اشاعت اسلام کے کام کو بدستور قائم رکھا۔ خلفاء اربعہ کے سوا سچ زندگی پر ایک غایر نظر ڈالی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جہاں سیاسی نظم و نسق اور ملکی فوجات کیلئے مخصوص مباحثیں مقرر تھیں وہاں مذہب حق کی تبلیغ و اشاعت کے کام پر بھی مسلمانوں کی ایک کافی تعداد متعین تھی وہ بلا خوف و خطر غیر ملکوں میں جاتے تھے۔ اور نئی نوع انسان میں تہذیب و تہذیب لگتی پھیلتی اور انہیں راہ راست پر لانے میں جان

دہاں تک کی پروا نہ کرتے تھے۔ مذہب اسلام کے تیسرے دور میں بھی جبکہ نئی جمہور اور نئی امید کی حکومتیں اور ج کمال پر تھیں انہیں اسلام کی قریب قریب ہی حالت تھی اور اس زمانے میں اگرچہ وہاں اسلام کی کوئی خاص جماعت مقرر نہ تھی۔ مگر ہر مسلمان تاجروں کے دور دراز ممالک کا سفر کرتا تھا۔ چنانچہ ہر ایک داعی اسلام کا حکم رکھتا تھا اور جس ملک میں وہ پہنچتا تھا وہاں کے باشندوں کو اپنے ملک کی مصنوعات و پیداوار کے بدلے یہ پہلو متاع اسلام سے بھی مالا مال کر دیتا تھا۔ چین، ترکستان، اور جاپان اور ہندوستان وغیرہ میں اس وقت اگر کثیر حصہ آبادی اسلام کا حلقہ بگوش ہے تو سب کچھ انہیں عرب تاجروں کی سعی و مشورہ کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں مدینہ کے دور تک اسلام کے متعلق سلسلہ دعوت و ارشاد کی یہی حالت قائم تھی۔ یہاں تک کہ حکومت نئی امید کی بنیاد بھی مناقشت کی وجہ سے بالکل ٹھک چکی ہو گئی اور ہر طرف طوائف الملوک کا دور دورہ ہونے لگا۔ اس طوفان بے تیزی میں چند افراد جان بچانے کی غرض سے اندلس کی طرف نکل گئے اور اپنے حق تدبیر اور بے نظیر فہم و فراست کی بنا پر وہاں بھی ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم کر دی۔ اس ملک میں مسلمانوں نے جشن و شگفت سے صدیوں تک حکومت کی ہے اس کے تکرار کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ اندلس کے علم و فضل کا شہرہ تمام یورپ میں پھیل گیا۔ اور تہذیب و تمدن میں سے جو لوگ یورپ کے حقوق و آزادیوں کا مفاد رکھتے تھے وہ جرات کر کے اس بحر فضل و کمال تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان لوگوں میں جرمینی کا لوتھر نامی ایک راہب بھی تھا۔ اس شخص نے فلسفہ اسلام کا بنیاد مطالعہ کیا۔ اور اس سے متاثر ہو کر رومن کیتھولک مذہب کی مشرکانہ رسوم کے قطع پر کمر باندھ لی۔ اول اول تو اسے بہت کچھ ناکامی ہوئی۔ لیکن آخر کار فرقہ پرست ٹیٹھنکی اس نے بنیاد رکھی تھی بہت کچھ ترقی کر گیا اور آج مسیحی دنیا میں جو اقتدار اس فرقہ کو حاصل ہے وہ اس سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوا۔ ان تاریخی واقعات کے دہرائے سے ہمیں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان اشاعت اسلام کو اپنا فرض اولین خیال کرتے تھے۔ اور اس وقت مسیحی دنیا کے خیالات میں جو انقلاب رونما ہوا ہے وہ اسلامی تعلیم کے تضاد ہی کا نتیجہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی گزشتہ اور موجودہ حالت میں کس قدر فرق واقع ہو گیا ہے۔ اس کا اندازہ کرنا ہو تو اس حقیقت پر غور کرنا کہ وہی مسیحی دنیا جس کا سب سے بڑا مصلح اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر عیسائیت کی اصلاح پر مائل ہوا تھا۔ اس وقت اس اہم کام سے اشاعت تثلیث میں مصروف ہے کہ دنیا کا کوئی دور دراز حصہ بھی ایسا باقی نہیں رہا جہاں مسیحی مبلغین نے آج تک قدم نہ رکھا

لیکن خدوہ لوگ جنہیں اسلام کے پیر ہوئے کا دعویٰ ہے اس دولت و ادبار میں مبتلا ہیں کہ دوسروں کو اپنا بنانا تو درکنار اپنی گھر کی حفاظت سے بھی عاجز ہو رہے ہیں۔ اس میں کسی کو کلام نہیں کہ اسلام میں ایک زبردست قوت حاذیہ موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت بھی مسلمانوں کے جوہر و خفیت کے باوجود افسوس عالم میں اسکی اشاعت و ترقی کا سلسلہ کم و بیش جاری ہے۔ مگر مسیحی مبلغین اس کی ترقی میں سدا ہونے کے لئے جس سرگرمی سے تیار یاں کر رہے ہیں اگر مسلمان ان کے مقابلہ کیلئے آمادہ نہ ہو گئے تو یقینی بات ہو کہ باشندگان عالم کا ایک کثیر حصہ جو مسلمانوں کی معمولی توقیر سے اسلام کا حلقہ بگوش ہو سکتا ہے تثلیث کے پیچ در پیچ عقیدے کا شکار ہو جائیگا۔ اسلام کے خلاف مغربی دنیا کا مذہبی فریق جو تدابیر عمل میں لارہا ہے ان کی تفصیل مطالب ہو تو دم بھر کیلئے بڑا عظیم افریقہ پر نگاہ ڈالو! اس طویل و عریض براعظم میں سے صرف انگریزی مصری سوڈان میں ان حضرات کی سرگرمیوں کا یہ عالم ہے کہ میلط میں جو خرطوم سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے سوڈان یونائٹڈ مشن کا دفتر ہے یہاں اس وقت تین مبلغین موجود ہیں۔ مگر حقیر سیاح ایک کافی تعداد پہنچنے والی ہے۔ اس سے ایک سو میل کے فاصلہ پر امریکن یونائٹڈ پرسبیٹیرین مشن کے نمائندے ڈیوے ڈکے ہوئے ہیں۔ جنکی موجودہ تعداد سات ہے۔ اس سے جنوب کی سمت میں دو سو میل اور آگے بڑھ کر چرچ مشنری سوسائٹی کا ایک اور مقام ہے جہاں چار مبلغین سرگرمی سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ گوئی میں بھی یہ حضرات موجود ہیں۔ اور دریائے نیل کے مغربی ساحل پر سوڈان کے ایک صوبے میں ڈاؤ اور یاسیو کے شہروں میں بھی ان کے دفتر نظر آ رہے ہیں۔ یہ سب مشنری پروٹسٹنٹ فرقہ کے قائم مقام ہیں۔ اور ان کے علاوہ دریائے مغربی ساحل پر تین مقامات میں آسٹریں رومن کیتھولک مشن کے دفاتر ہیں۔ ان اعداد سے ظاہر ہے کہ صرف اسی ایک حصہ ملک کے نو مقامات میں مسیحی مشنریوں کی کافی تعداد موجود ہے مگر بارہوا کے ریور ٹریڈی۔ اس سیکڑی آرڈر کو اصرار ہے کہ مسیحی دنیا انگریزی مصری سوڈان کی مذہبی خیر و بہبود کی طرف سے بالکل غافل ہو اور اگر یہ خفیت بہت جلد عملی کارروائی سے تبدیل نہ ہو گئی تو آئندہ اس ملک میں تبلیغ عیسائیت کا کام بہت دشوار ہو جائیگا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:- انگریزی مصری سوڈان میں عیسائیت کے خلاف جو خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ میں نے افریقہ کے تازہ سفر

میں اس کے متعلق حقیقی معلومات ہم پہنچائے ہیں۔ خرطوم سے جنوب کی طرف سفر کیا جائے تو افریقہ کے کافروں میں اسلام کی تیز رفتار اشاعت اور مسیحی مشنریوں کی کھانک خفناک نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ بعض مقامات میں مسیحیوں کا خاصہ مسیحی مشنریوں سے خالی ہے اور ہماری اس خفیت کا نتیجہ ہے کہ اسلام ملک میں بلاخر احست ترقی کرتا جاتا ہے اور آئندہ تبلیغ عیسائیت کے کام کو زیادہ مشکل بنا رہا ہے مسیحی مشنریوں کی جو تحلیل تعداد اس وقت یہاں موجود ہے وہ اسلام کی اس روز افزون ترقی کو رد کرنے کیلئے بالکل ناکافی ہے اگر مسیحی دنیا ڈلکا اور تشنگی سے متعقد قوموں کو جو ملک میں جا بجا جیسلی ہوئی ہیں۔ انجیل کے زیر اثر لانے کی خواہش مند ہے تو اسے موجودہ تعداد سے کم از کم پانچ گنا زیادہ مسیحی مشنری یہاں بھیجی جائیں۔

ریور ٹریڈی کے خیال میں مسیحی مشنریوں کا موجودہ تعداد بالکل ناکافی ہے اور وہ اس کو اس لئے زیادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کی روز افزون ترقی کو روک دیا جائے۔ مگر ایک مسلمان میں کہ خواب خفیت کے مزے لے رہے ہیں۔ اور ان سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ جن ملکوں میں اسلام محض اپنی صداقت کے زور سے پھیل رہا ہے وہاں پہنچ کر مسافت میں کامیابی کا تمہ حاصل کریں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں اشاعت اسلام کیلئے کوئی باقاعدہ جماعت مقرر نہیں ہے۔ صرف کبھی کبھی کوئی مسلمان تاجر آنکھ بھرا کافروں میں اشاعت اسلام کی موجودہ حالت اپنی تاجروں کے فیض صحبت کا نتیجہ ہے یہاں کے لوگ بچوں کی طرح بالکل سادہ ہیں۔ اور مذہب میں راسخ العقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے ظاہری نمود و نمائش سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ ان کا مذہب بالکل بے بنیاد ہے۔ اور کسی زیادہ مدلل مذہب کے سامنے وہ فوراً تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ جو لوگ ان اقوام کے حالات سے واقف ہیں ان کا خیال ہے کہ ان کا قدیم مذہب چند ذوق کا جہان ہے اور کوئی اور زیادہ معقول مذہب جس سے اسکا مقابلہ ہو سکا۔ حقیر یہ اسے نسبت دناؤ کر دینگا۔ اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس زمین موقع کو ناگھڑ سے نہ جانے دیں۔ اور سوڈان کے اس علاقے میں اپنے مذہبی غائیڈ سے بھیج کر کافروں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ہمت و استقلال سے کام لیں۔ ورنہ اس میں شک نہیں کہ مسیحی مشنریوں کی کوشش سے حقیر ہی اس ملک میں عیسائیوں کے سوا اور کوئی فرقہ دکھائی نہیں دینگا۔ چنانچہ ریور ٹریڈی کو کہتا ہے کہ اگر اس وقت مسیحی مشنریوں کی کافی تعداد اس ملک میں مستین کیجا جبکہ یہاں کے لوگ ابھی کافر ہیں اور ان کے عادات و عیالات

۱۶۸

نیتاً سادہ ہیں۔ تو عظیم الشان تلمیذ کی توقع ہو سکتی ہے اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہم ایک ہی نسل میں ان کو عیسائی بنا سکیں گے بلکہ اس جہد و جد کا نفاذ یہ ہو گا کہ اسلام کی ترقی رک جائیگی کہ مذہب لوگوں کا مذہب اسلام نہیں ہے۔

کیا اس بیان سے ظاہر نہیں ہوتا کہ اور ملکوں کی طرح یہاں بھی غلط بیانیوں سے کام لیا جائیگا۔ اور ان لوگوں کے سامنے اسلام نہایت ہی مبہم صورت میں پیش کیا جائے گا۔ کیا مسلمانوں میں تہی خیریت و حمیت بھی باقی نہیں رہی کہ اپنے مقدس مذہب کو ان افتراء بردازیوں سے بچانے کی کوشش کریں اور وحشی سٹوڈنٹوں کی جن کے دل اسلام کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور جو مسلمانوں کو دنیا کی مذہب ترین اور شریف ترین قوم خیال کرتے ہیں۔ دائر اسلام میں داخل ہونیکے لئے مدد کریں۔ ان کو اسلام سے جو حسن عقیدت ہے اس کا اعتراف خود ریورڈ صاحب کو الفاظ ذیل میں کرنا پڑا ہے چنانچہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ اس وقت کافروں کے دل میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ دنیا کے تمام تعلیم یافتہ دو تہند اور طاقتور لوگ مسلمان ہیں اور جو لوگ خود ان کی طرح غریب اور ذلیل ہیں ان کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے۔ اگر تم ایک ایسے کافر سے جو کسی اسلامی آبادی کے قریب رہتا ہے سوال کرو کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو وہ فوراً مسلمان ہونے کا اقرار کرے گا۔ مگر جب اس سے اس کا سبب پوچھا جائے تو صرف یہ کہتا جائیگا کہ میں مسلمان ہوں لیکن حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ صرف اسلئے اسلام کا اقرار کرتا ہے کہ اس کے خیال میں شمال کی طرف سے جس فذرا میر اور طاقتور اجنبی آئے ہیں سب مسلمان ہوتے ہیں۔ اور چونکہ وہ خود بھی دانا امیر اور طاقتور بننے کا خواہشمند ہے اسلئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔

ریورڈ صاحب کا خیال ہے کہ کافروں کو سب سے پہلے جو چیز اسلام کی طرف کھینچتی ہے وہ اس کی اخلاقی طافت نہیں ہے بلکہ وہ اس کے اوامر و نواہی سے واقف ہونے کی کبھی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے لئے جو چیز قابل رشک ہے وہ مسلمانوں کی ظاہری دانا ئی۔ دولت اور ترقی برق لباس ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا صرف اسلئے فریب سمجھتے ہیں کہ ان کے دائرہ معلوم میں یہ بھی انتہائی عزت ہے لیکن وہ ساتھ ہی اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ جب کافر لوگ مسلمان کہلانا شروع کر دیتے ہیں تو ان کے واقعی طور پر مسلمان ہو جانے اور اپنے خاندان کو بھی اسلام کا حلقہ گوش بنانے میں بہت تھوڑا فرق رہتا ہے۔ اس کے بعد صاحب موصوف پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہ ایسی حالت میں اگر کسی مناظر کے سامنے کثرت سے پیش کئے جائیں تو یہ خام اعتقاد کافر لوگ

اسی آسانی سے عیسائی بن سکتے ہیں۔ بطرح وہ مسلمان بن رہے ہیں۔ عیسائی ہو جانے کے بعد اگر وہ ایسے ہی غریب و مفلس ہیں جیسے کہ دائر اسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر وہ ایسے ہی غریب و مفلس رہیں جیسے کہ دائر اسلام میں داخل ہونے کے بعد رہتے ہیں تو کچھ خوف نہیں۔ لیکن انہیں کم از کم عیسائیت کے متعصب مخالفین بننے سے بچانا چاہیے۔ اور اس کے بعد ان کی اولاد سے جو توقعات ہو سکتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ان سٹوڈنٹوں کو عیسائی بنانے یہ مقصود نہیں کہ پیچھے ضلالت سے نجات پائیں بلکہ اصل پر یہ ہے کہ انہیں دائر اسلام میں داخل ہونے سے روکا جائے لیکن اگر مسلمان بھی ادائے فرض پر متوجہ ہوں۔ تو ریورڈ صاحب کی تمام امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔ اس کے بعد انہوں نے مزید خطرات اور سفر کی آسائیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”انگریزی مصری سٹوڈنٹ کے مغرب میں فرانسیسی سٹوڈنٹ واقع ہے جس کا کچھ حصہ مسلمان اور بقیہ کافر ہے اس کے جنوب میں بلجیمن کا گلو اور یوگنڈا ہے جہاں پہلے ہی ایک ایسا چرچ قائم ہے جو جنوب مشرق کی طرف سے بڑھنے والے سیلاب یعنی اسلام کا بخوبی مقابلہ کر رہا ہے۔ مشرق میں ابی سینیا کا ملک ہے۔ جہاں برائے نام عیسائیت کی شمع تقریباً گل ہو چکی ہے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے اگر ہم کل جنوبی سٹوڈنٹ یا اس کے اکثر حصے کا مسلمان ہو جانا گوارا کر لیں تو اس کا جو کچھ اثر مضامین پر پڑے گا۔ وہ بالکل ظاہر ہے فرانسیسی سٹوڈنٹ اور کانگو میں اسلام حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے۔ اور آئندہ اسے اور بھی زیادہ قوت و طاقت حاصل ہونے والی ہے۔ یوگنڈا کی مشکلات قریبی زمانے میں بڑھ جائیگی اور ابی سینیا تو مسلمان تیار سے بالکل غمر ہو جائیگا جو اپنے فاتح مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے از حد مشتاق ہیں آمد رفت کے لحاظ سے سٹوڈنٹ میں بہت سی اسامیاں سیر ہیں۔ لٹن سے اگر خرطوم تک سفر کیا جائے تو صرف سات دن صرف ہوتے ہیں۔ سٹوڈنٹ کافر ممالک میں سے یورپ سے بالکل قریب ہے اور یہاں تبلیغ عیسائیت کیلئے بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ مگر باوجود اس کے اس ملک میں مسیحی مشنریوں کے ضرورتاً مقامات میں دفاتر میں خرطوم سے جنوب کی طرف ہر پچھنے میں کئی جہازات جاتے ہیں اور ملک کے طول و عرض میں ایک اعلیٰ درجی کا بحری راستہ موجود ہے مگر اس راستے جہاں مصر میں غذا اور دیگر ضروریات زندگی داخل ہوتی ہیں۔ وہاں جنوبی سٹوڈنٹ میں مال تجارت اور اسلام کے سوا اند کچھ بھی واپس نہیں جاتا۔“

آخر میں ہم مسلمانوں سے صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ واقعات مجملہ بالا اور ان نتائج پر جو ان سے مترتب ہوئے والے ہیں۔ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر خود ہی اس سوال کا جواب دیں۔ کہ حالات موجودہ میں مسلمانوں کا فرض کیا ہونا چاہیے؟

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

سالانہ بجٹ کا وقت آ گیا ہے۔ صدر انجمن کے فخلص کارکنوں کا فرض ہے کہ اب چونکہ خود غرضی اور خود رائی کا زمانہ نہیں ہے بلکہ فضل کے حق پرستوں کی جماعت کے سپرد یہ کام ہے اس لئے بجٹ کی طیارہ میں پوری محنت اور سرگرمی سے حصہ لیں۔ فضول اخراجات کو کم کر دیں۔

دفتروں میں سادگی پیدا کرو اور اخراجات کا بہت بڑا حصہ ترقی اسلام کے لئے جدا کرو۔ اپنی ماتحت انجمنوں کو ہدایت کرو کہ ہر ایک انجمن غور فکر کے ساتھ اس پر رائے زنی کرے۔ اس بات کی ہمتیں پرواہ نہ ہو کہ ٹھیک وقت پر اس کو پاس کر دینا چاہیے اگر اس کے پاس ہونے میں چند ہفتوں کی دیر ہو تو پرواہ نہیں لیکن اسے معقول اور مناسب ہونے میں پوری دانش اور فکر سے کام لو۔ اگلی اشاعت میں اس پر مفصل لکھو گنا۔ و مابعد التوفیق۔

مختصر نوٹ

آریہ سماج کے کام سے سبق لو ایک مادی سوسائٹی ہے گو اس کا خیال ہے کہ وہ روحانیت سے تعلق رکھتی ہے موز سمعہ الفضل نے اس کے تیس سالہ کام کی ترقی کا مختصر سا نقشہ دکھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجیوں کی تعداد پونے تین لاکھ ہے یہ تین لاکھ کے قریب نفوس ایک شاندار کالج اور پانچ مذہبی کالجوں اور ۲۰ کے قریب مڈل سکولوں اور ٹائی سکولوں کے مالک ہیں اور دوسو کے قریب ان کے مشنری ہیں اس کے بالمقابل میں اپنی جماعت سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ میں یہ سخت ناقابل عفو فرگذاشت سمجھتا ہوں اگر اپنی غریب اور مفلس جماعت کے ایشاد اور قربانی کی تعریف نہ کروں آریہ قوم ترقی اور تعلیم میں بہت بڑھی ہوئی ہے برخلاف اس کے مسلمانوں میں تعلیم کی کمی اور افلاس کی زیادتی ہے اور پھر دین کے ساتھ جس گروہ کو تعلق ہے وہ غریب کی جماعت ہے۔ ایسی حالت میں انہوں نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا محو

لیکن اپنا کچھ بھی نہ رکھنے والی قوم کو ایک ماہ پرست قوم سمجھنے لے لینا یہی بات ہے اسلئے ہماری جماعت کا ہر شخص قدم قدم پر بڑھائے اور اس سال وہ دکھائیں کہ جلد جلد بڑھنے والے امام کے ماتحت انکی ترقی بھی ایک زیر دست ترقی ہے۔ اس سال کے اخیر تک کم از کم پچاس پانچویں سکول بھی کھلجادیں تو تعلیمی شعبہ میں نمایاں کامیابی ہو جائے ایسا ہی من الضاری الی اللہ کے ماتحت جو تحریک حضرت امام نے کی ہے اس پر لبیک کہنے والوں کی اس قدر کثرت ہو کہ ایک کافی جماعت پیدا ہو جاوے۔

زندگی وقف کرنا والوں سے پُرانا مطالبہ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ زندگی وقف کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا تھا۔ اس پر بہت سے دوستوں نے حضرت کے حضور اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں وہ فہرست برادر محترم صادق کے پاس ملے اخبارات میں بھی ان احباب کے نام شائع ہوئے تھے۔ اب جبکہ ان میں سے بعض ماکل اپنے ذاتی کاروبار میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا ان کا فرض نہیں کہ جو عہد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اس کو دوسری صورت میں ختم دیکر پورا کریں۔ اور ایسے لوگ کم از کم اس مقصد کیلئے پانچویں ماہوار ادا کریں۔ سب سے پہلے میں اپنے محرم خرم بہائی مثنیٰ محمد یوسف صاحب پین نويس کے ذریعہ عزیز محرم غلام حسین کو توجہ دلانا ہوں۔ اس سعادتمند شخص میں سلسلہ کیلئے ایک پیش اور وولہ ہے اس نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ میں اخبار کے ذریعہ اس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مقصد کے لئے کم از کم پانچویں ماہوار علاوہ دوسرے چندوں کے دے۔ اور نیچے یقین ہے کہ وہ سعادتمند روح سب سے پہلے لبیک کہے گی۔ اس قسم کی آمدنی اس آبنوالی نئی جماعت کیلئے کسی حد تک مفید ہو سکے گی۔

مسلمانوں کی ترقیوں کا معیار کیا رہیگا؟ یونہی بیگم صاحبہ خیرہ کی طرف سے ایک ضیافت دی گئی۔ لیڈی ونگلن بھی اس میں شریک تھیں۔ ایسے دعوتی جلسے اور بی بیوں کا باہم ملنا تو اچھی بات ہے۔ لیکن جو بات تعجب میں ڈالی گئی ہے کہ بیگم صاحبہ نے مستأد بجائی۔ اور اس پر مد گیت گائے۔ جن میں سے ایک غزل تھی۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ تم آئیے انکا کرتے ہو اور نہ مجھے بلائے ہو (لوٹ غنائیہ شروع ہو گئی) آپ آئے بھی نہیں ہم کو بلائے بھی نہیں! باعث ترک ملاقات بناتے بھی نہیں!

اگر مسلمان خواتین کی ترقی و تہذیب کا یہی معیار ہے تو بہتر ہے کہ ہماری قوم بچی میں رہے۔

مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن

جسکے خواہش کا افسانہ بھی تقویم پارینہ ہو چلا ہے جس میں ہمارے منکرین خلافت احباب نے قوم کے گائے پستے کی کئی گواہی ڈالی وہاں ہر دور سورج کیلئے خرچ کرنا ضروری سمجھا تھا شاید نہیں بن سکیں۔ تاہم اسکی انتظامی مجلس تو منتریب دی جا رہی ہے کہ احمق مسلمان اسی طرح خوش ہو میں۔ مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن میں مسلم پریس کے نمائندوں کا انتخاب ہو گیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ یونیورسٹی کے اصحاب بہت وکثا دئے سلسلہ احمدیہ کے پریس کا کوئی ایک بھی قائم مقام نہ لیکر تبا دیا ہو کہ وہ باوجود اپنی خیالی اور وسعت حوصلگی کے ان لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتا یا ان کے پریس کو دوران کار وجود قرار دیتے ہیں۔ احمق سلسلہ کے اخبارات کو تو ضرورت نہیں تھی کہ اس میں شامل ہوتے۔ کیونکہ وہ اس کو مسلم یونیورسٹی سمجھتے ہی نہیں کم از کم اوپنیشن لاء ہری پیا ہم کو شامل کر لینا چاہیے تھا جسکے حاملین کی کوشش نے انہیں ایک محفل رقم دلائی اور وہ احمدی سلسلے کی طرح اپنے معتقدات میں ان سے بہت بڑا اختلاف رکھتا ہے۔ شاید آج کل اس کی تلافی ہو سکے؟ احمدی قوم کیلئے یہ مبارکباد کا مقام آ کہ وہ بڑی خوشی سے

رائی بھائی جماعت کو

پڑھ سکتے ہیں۔ احمدی یونیورسٹی کی ضرورت ہے اور وہ انشاء اللہ قائم ہو کر رہے گی وقت آتا ہے اور ہم شوقی اس کا انتظار کرتے ہیں بلکہ اس نصرت الہی کا غیر مقدم کرتے ہیں۔

مذہبی کانفرنس ہندوستان میں بین الاقوامی مذہبی کانفرنس

کا جو انعقاد سمبر ۱۹۱۵ء میں ہوتا تھا ابتداء دسمبر ۱۹۱۵ء میں ہو گا یہ انواہارے لئے انشاء اللہ مفید ہو گا۔ خدا کے فضل کرم سے ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا کے مامور و مرسل کا فرض نہ تو اکتفا کا مصداق شاید اس وقت اس کانفرنس میں شامل ہو کر صداقت کے چشمہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیکے۔ خدا ہم جنس کنا ناؤ۔

یا جوج ماجوج کی جنگ

یورپ کے پولٹیکل مطبع پر خونی بادلوں کا ہجوم نظر آتا ہے ولیمہ شریا کا قتل اس کا بڑا مظہر معلوم ہوتا ہے۔ اسٹریا اور سربیا میں

جنگ کا اعلان ہو چکا ہے اگرچہ کوشش کی جا رہی ہے کہ یہی کانفرنس اپنے اثر اور اقتدار سے کام لے۔ مگر کامیابی کی امیدیں بہت کم ہیں۔ یہ جنگ یورپ کی عالمگیر جنگ ہوگی۔ اور اس میں روس اور انگلستان کو بھی حصہ لینا پڑے گا۔ اگر ایسا ہو گا تو

بیوج بعضہم علی بعض

کا نظارہ نظر اگر قرآن کریم کی ایک اور صداقت کا اظہار ہو گا دیدہ بائد۔

مسئلہ تعلیم کا حل

یونیورسٹیوں کی فکر میں ہیں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے جو مشروط یونیورسٹیاں مل سکتی ہیں وہ انکی اغراض کو غالباً پورا نہیں کر سکتی ہیں۔ اس لئے یہ سوالات عجیب قسم کی دلچسپی پیدا کر رہے ہیں اگر تعلیم کی طرف صرف روٹی کا سوال حل کرنا ہے۔ تو ضرورت ہے کہ ملک میں حرفتی اور صنعتی تعلیم کو عام کیا جائے اور کثرت سے کارخانے جاری کئے جائیں۔ اور اگر تعلیم کی غرض و غایت میں اصلاح نفس اور تربیت اخلاقی بھی داخل ہے اور یہی چاہیے۔ تو اس قسم کی یونیورسٹیاں مفید نہیں ہو سکتی ہیں جب تک مذہب کی علمی تعلیم نہ ہو اسلئے ابتدائی اور ثانوی تعلیم میں مذہب کی علمی تعلیم کا جزو غالب گھو۔ اس مقصد کو لیکر مذہب تعلیم الاسلام قائم کیا گیا تھا۔ مگر گذشتہ چند سال کے اندر اسکی ہیئت کو تبدیل کر دینے میں پوری کوشش کی گئی۔ الحکم نے متعدد مرتبہ اسکی ظاہر داری اور ملمع سازی پر روشنی ڈالی مگر خدا کا شکر ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ نے اس مدرسہ کو خطرہ سے بچایا ضرورت ہے کہ مدرسہ دار احیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اغراض کو مد نظر رکھ کر مدرسہ کی اصلاح کریں۔

ضرورت امام کا علمی ثبوت

خوب سبق دیتا ہے خدا تعالیٰ کی عہد کتاب نے حکم دیا تھا کہ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ یہ حبل قرآن مجید اور علمی رنگ میں زمانہ کا امام ہوتا ہے مسلمانوں کو علمی رنگ میں سین دیا گیا تھا۔ کہ وہ ہمیشہ ایک امام کے ماتحت رہیں خدا تعالیٰ نے ایک مامور بھیج کر انہیں اکا گہ کیا۔ مگر ہمیت تمہارا نے فائدہ اٹھایا۔ لیکن اب ضرورتیں داعی ہیں کہ وہ ایک سلسلے میں منسلک ہوں۔ سمجھیں تو مولانا شبلی نے مللئے اعظم کی ضرورت پیش کی۔ کہیں کسی اور نے ایک اسلامی مرکز قائم کرنا چاہا اسلئے خواجہ غلام الثقلین صاحب نے جامع اسلام آباد کے منصوبہ مسلمانوں کو متحد کرنا چاہا۔ ندوۃ العلماء نے بھی یہ فرض شہر کیا

مخفا۔ اگر اب تک سب کے سب اس میں ناکام ہے۔ متحد کرنے کی طاقت اور قدرت امام ہی کو دی جاتی ہے۔ جسکی رشتے سب پر قاضی اور مطلق ہے بغیر شخصیت کے قبول کے نامکن ہے کہ وحدت قائم ہو سکے۔

تعلیمی کانفرنس سکریٹری کی ایک سلسلہ میں منضبط کرنے کی فکر میں ہے۔ غرض ہر طرف سے اب علی شوریہ پکارا رہا ہے کہ ایک مرکز ہو مگر مرکز انسانی سجادہ سے نہیں بن سکتا۔ خدا تعالیٰ نے خود ایک مرکز اس وقت بنادیا ہے اور اس کے بانی کو حکم ہوا

مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرو

ہیں وحدت اور اتحاد ایک سلسلہ میں قائم ہو کر حاصل ہو سکتا ہے۔ آج سے دس سال پیش مذہب کی پکار ایک لغو کام سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج مسلمانوں کی پولیٹیکل اور ملکی ضروریات بھی مذہب کی اشاعت کے لباس اختیار کرنا چاہتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت ہے کہ مسلمان ہوشیار ہو جائیں اور یہ کام احمدی جماعت کا ہے کہ وہ انہیں آگاہ کریں۔ کہ جو اشاعت مذہب محض ملکی وجوہات کی بنا پر ہوگی وہ غیر مفید اور ناقابل اثر ہے۔ مذہب کو مذہب کے رنگ میں پھیلاؤ۔ اور یہ صرف ایک ہی جماعت کا کام ہے۔

جو دین کو دنیا پر مقدم کرتی اور ایک امام کے ماتھے پر جمع ہو بہر حال یہ حقدور بھی کوششیں کر رہی ہیں وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فتح کا نشان ہیں۔

بعض قومی مسئلہ پر اظہار خیال

سالانہ جلسہ سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اور ضرورت ہے کہ قوم کو ابھی سے سیدار کیا جاوے۔ میں نے انہیں گزشتہ اشاعت میں ایک آئین لکھا تھا۔ مگر دوسرے اخبارات اب تک خاموش ہیں مگر افضل کو ایک سلسلہ مضامین کا سالانہ جلسہ کو کامیاب بنانے کی تحریک پر نکالتا چاہیے یہ جلسہ کیا بلحاظ اجتماع اور کیا بلحاظ جذبہ کے شاندار ہو۔ میں نے تحریک کی تھی کہ ۱۰۰۔ ایسے والیہ ٹولہ کی ضرورت ہے۔ جن میں سے ہر ایک پانچ سو روپیہ چندہ جمع کر لائیں۔ میری رائے میں احمدی انجمنوں کی تعداد بھی سو سے زیادہ ہے اگر ہر ایک انجمن میں اس مقصد کیلئے کوشش کرے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ میں سب سے پہلے قادیان کی انجمن سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا وہ ضلع گورداسپور سے ایک ہزار روپیہ نقد سالانہ جلسہ پر دیئے کا اعلان کرتی ہے۔ قادیان کی انجمن

اگر ایسا اعلان کرے گی تو میں ایک ہزار کا اعلان کرادیئے گا موقوفہ رکھتا ہوں۔ مگر یہ شرط ہے قادیان کی انجمن پر۔ اس وقت سالانہ جلسہ میں ۱۹۔ ہفتہ باقی ہیں اور اس لحاظ سے ہر ہفتہ تین ہزار کا اعلان ہونا چاہیے۔ پس قادیان کی انجمن ابتدا کرے۔ تو کام شروع ہو جاوے۔ یہ رقم نقد پیش کرنی ہوگی۔ اور اس میں ایڈیٹر احکم بھی انشاء اللہ وزیر صحت کے روپیہ نقد پیش کر دیگا۔ جب انجمن احمدیہ قادیان اعلان کرے گی سچے یقین ہے کہ اس اعلان کے ساتھ لاہور، فیروز پور، سیالکوٹ۔ شملہ۔ گوجرانولہ۔ گجرات۔ امرتسر۔ وغیرہ کی انجمنیں معقول وقیں پیش کرنے کا حوصلہ کریں گی۔

احمدیہ کانفرنس

احمدیہ کانفرنس ایک نہایت مفید اور کارآمد تحریک ہے۔ گزشتہ سالوں میں انجمن کے واحد محکمہ اس تحریک کو بار بار دہرے میں اپنا نقصان دہ کھینچ رہا ہے۔ اور وہ اس کو ایک معمولی خوش گئی کا اجلاس بناتے تھے۔ اگر سلسلہ کیلئے قوم میں بیداری اور احساس پیدا کرنا ہے تو کانفرنس کو ایک زندہ اور سرگرم جسم بناؤ۔ صدر انجمن کو اس پر توجہ دے کہ ابھی اس کانفرنس کا باضابطہ اعلان کر دینا چاہیے۔ اور اس کے لئے بہترین سکرٹری حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ہو سکتے ہیں۔ احمدیہ کانفرنس صدر انجمن کے ماتحت سالانہ جلسہ کا انتظام بھی کرے اور جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے کوشش شروع کرے۔ اور صدر انجمن کے قریب ترین اجلاس میں اس سوال کو حل کر دیا جاوے کہ چندہ کی تحریک احمدیہ کانفرنس کی طرف سے ہونی شروع ہو جاوے۔ صدر انجمن کے روشن خیال اور صاف دل بزرگ اخبار کی تحریکوں پر جوڑ کر اپنا فرض سمجھیں۔ اخبارات ان کے سچے مشیر اور خادم ہیں وہ آپ کے دست و پاؤں ثابت ہوگا اگر آپ بھی انہیں اپنا باندھی سمجھیں۔ انجمن میں وہ عنصر قدرتی طور پر کم ہو گیا ہے جو اپنی بزرگی اور بڑائی کے خواہشمند تھا۔ اب صدر انجمن کو کچھ کام کی چیز بنا کر دکھا دو۔

اولڈ بوائے ایسوسی ایشن

مدرسہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں کو ایک ملک میں منسلک کرنے کے لئے اس ایسوسی ایشن کی خاص ضرورت ہے۔ ایڈیٹر احکم اسیر ہیشہ لکھتا آیا۔ مگر ہمارے سابق ہیڈ ماسٹر صاحب مولوی صدیق صاحب بالقائم کہ اس ایسوسی ایشن کے قائم ہوئیے اپنے اختیارات و اقتدارات کے کسی وقت چھنے جائیگا خطرہ

تھا اس لئے انہوں نے اس تحریک کو دبائے رکھا۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے کی ذات اس قسم کی بیہودگیوں بفضلہ تعالیٰ پاک ہے وہ ایک روح ایثار کی اپنے اندر رکھتے ہیں اور کام کرنا جانتے ہیں۔ میں ان کے متعلق اس سے پہلے بھی احکم میں متعدد مرتبہ لکھ چکا ہوں۔ کہ سب سے قابل فخر جوان ہے وہ اس تحریک کو اپنے ماتھے میں لیں۔ اور کم از کم اس سالانہ جلسہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں سے ایک ماہ کی آمدنی چندہ میں لینے کی تحریک کریں۔ یا اگر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب احمدیہ کانفرنس کا کام ماتھے میں لیں تو اس کے ساتھ ہی وہ اس تحریک کے بھی زندہ کرنے والے ہوں۔ اور ان تمام طلبہ کی ایک فہرست تیار ہو جو آج تک اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ اور سرکار میں انہیں ایک ایک ماہ کی آمدنی کی تحریک کیجاوے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا۔ تو اس تحریک پر بھی کم از کم دو ہزار روپیہ جمع ہو سکے گا۔ انہیں سالانہ مدرسہ پر بلا دیا جاوے گا ان امور کیلئے ابھی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ترقی اسلام

الہ تعالیٰ کے محض فضل اور ناسیبت سے ترقی اسلام کا کام جاری ہے۔ ترقی اسلام کی رپورٹیں اخبارات کو ہفتہ وار ملنی چاہئیں تاکہ انکی اشاعت کی وجہ سے قوم میں بیداری اور تحریک ہوتی رہے۔ انوں اس طرف ابھی تک توجہ نہیں ہوئی

مولوی محمد علی صاحب اور احکم

مولوی محمد علی صاحب کی پوزیشن کو اونچا کر کے کا بہت بڑا فکر دانتگیر ہو رہا ہے اور اس کے لئے جو محنت وہ کر رہے ہیں اسکی داد دینا سخت بے انصافی ہے۔ احکم کے پرلنے فائل بڑی محنت سے پڑ رہے جارہے ہیں۔ اور جہاں کہیں کوئی فقرہ یا جملہ انکی تعریف میں ملتا ہے اسے نوٹ کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ غنیمت ہے ایڈیٹر احکم کی وہ برائی تحریروں ان بزرگوں کی ستر پوشی کا کام دے رہی ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب قبلہ محسن کشمی کے پیغام کی موجودہ مدح سرائی کا شکریہ احکم کو کالیبا دیکر کرتے ہیں۔

چنانچہ جو مضمون انہوں نے ۵ جولائی ۱۹۱۴ء کو شائع کر دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ: ”پیغام صلح کے اس قسم کے نامائیم الفاظ کو انہیں اور احکم کی دریدہ دہنی سے کوئی نسبت ہے تو میں اس کو تسلیم نہیں کرتا“ کوئی مولوی صاحب سے پوچھے اس دریدہ دہنی کے وہ خیالات جو آپ کی ایک بدتمنی حالت کے متعلق ہوں نکات عجیب قرار دیئے جاویں اور اب جب آپ کی موجودہ حالت کا نقشہ دکھایا جاوے تو وہ

دریدہ رہی!!! پیغام سے اسے کیا نسبت اگر نسبت دو تو
قوم کا خطاب چھین لے اور پھر آپ کی وہ حالت ہو جاوے
نہ ادر کے ہوئے نہ ادر کے
اس لئے آپ کا فرض ہے کہ پیغام کی گالیوں اور بیہودہ تحریریں
کی توفیق کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحت جگر اور
دیگر ممبران اہل بیت کے خلاف لکائی گئی ہیں محسن کشی اس کا
نام ہے۔

ایڈیٹر احکم خوش قسمت ایڈیٹر احکم کی خوش قسمتی
میں کیا شہرہ ہے کہ مشرکین خلافت کے کیمپ میں اگر کوئی امرتلی
کا موجب ہو سکتا ہے۔ وہ ایڈیٹر احکم کے وہ ساری فیکٹ ہیں
جو اس نے حق ظن سے کبھی انہیں دے۔ اس طفل ستلی پر
خوش ہونا ذاتی نکتہ عجیب ہے۔ مگر ایڈیٹر احکم کبھی ان خط طبر
خوش نہیں ہوا۔ جو ان لوگوں نے فردا فردا اس کی خدمات کے
اعتراف میں لکھے وہ ایسی تحریروں کو ہمیشہ بیود سمجھتا رہا۔ ان
امور کا جواب میں ایک مرتبہ دے چکا ہوں۔ کہ عید احکم عید
کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو الفاظ لکھے ہیں
اس سے بڑھ کر میں نے نہیں لکھے۔ اب خواہ تم حضرت کی
ذراست پر حملہ کر کے لکھو کہ انہوں نے عباس علی اور عبد الحکیم
کی تعریف کرنے میں غلطی (تو ذرا سہا کھائی) اور خواہ یہ سمجھ لو
کہ آپ کی فطرۃ کیسی حق پسند و حق ہوئی تھی۔ جب صلاحیت فیکٹی
ان کی قدر کی اور جب ان سے نفاق کی بو آئی تو ان سے قطع تعلق
کر لیا۔ باوجودیکہ ان کی خدمات ان دینیان خدمات سے ہزار درجہ بڑھ کر
تھیں۔ پر اس مقابلہ میں ایڈیٹر احکم کی راؤں سے استشہاد کرنا
حاجت ہے۔

ڈاکٹر نثار احمد معذوریں لوگ ڈاکٹر نثار
صاحب کو خطاب کرتے ہیں۔ مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔
ان بچاروں کا تو شیخ علی کی طرح کنبہ ہی ہلاک ہو گیا۔ خلافت کی
امیدیں کیا کیا بلند پر دازیاں خیالات میں ہوتی ہو گئی وہ سب
کی سب
خواب تھا جو کہم کہ دیکھا یا سنا افسانہ تھا۔
کا عدم یقین۔ اتحادیہ بلڈنگز کا احسان ہے کہ اس نے انکے
داماد کو امین قوم بنا دیا۔ اور کچھ انکے شوئی ہو گئی در نہ
خدا اپنے کفدر صدمہ ہوتا۔ اس لئے ان کی تحریریں پر توجہ
نہیں کرنی چاہیے۔ وہ معذور ہیں۔ ان کو حق مقصود ہوتا تو
حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں ان خیالات کا اظہار کرتے۔

اور چاہت سے الگ ہو جاتے۔ اس وقت تو بھیگی بی کی طرح
رہتے تھے۔ اب موقعہ پار خلافت امید نتیجہ دیکھ کر
شور مچانا اپنی پردہ دری کر لیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پر اعتراض

مولوی محمد حسن ساکن بھینی نے مسیح موعود کے مقابلہ میں
عربی لکھنے کا دعویٰ کر کے جو کچھ دیکھا وہ ایک مانہ کو معلوم ہے
اب اس کے بعد فیض الحسن صاحب میدان میں آئے ہیں
آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پر جو اعتراض کئے ہیں
ان کا جواب الفضل میں مولانا مولوی محمد حسن صاحب دے چکے
ہیں۔ ایک شریہ بھی ہے۔

وان كنت قد ساءت لك امر خلافتہ !
فخارب صلیک اجتنابہم کشتری !
اس پر دو اعتراض ہیں ایک یہ کہ اجتنابہم کا ہمزہ وصلی
ہے جو گرایا نہیں گیا۔ دوم یہ کہ مشتری کو دوسرے
ستاروں پر کیا فضیلت ہے۔ پہلے کے جواب میں دو اشعار
پیش کئے جاتے ہیں۔

ونادیت اللہم یا خیر سامع
اعلنی من الیسمیع تو لا و مفصلا
اور حضرت سید عبدالقادر الجیلی کا شعر ہے
انا الجلی محی الدین اسمہ !
و اعلیٰ علی رأس الحیال !

اگر دوسرے کا ایک جواب تو یہ ہے کہ مشتری کے معنی خیریار
کے ہیں۔ دوم اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہاں مشتری سے مراد
مشتری ستارہ ہے تو سنو! قرآن مجید کی متعدد آیات میں ستاروں
کی قسم لکھا کہ رسالت سید المرسلین کا ثبوت دیا گیا ہے کہما قال اللہ
تعالیٰ والنجم اذا هوہ ماضل صاحبکم ما غویہ تفسیر
کیے میں لکھا ہے۔ اما علی قولنا المراد الثریا فہو اظہر النجوم
عند المرئی لان اللہ علا متلا یلتیس بغیرہ فی السماء و
یظہر کل احاد النبی صلعم تمیز عن الملک بایات بیانات
فاقم بلہ ولا ان الثریا اذا اظہرت من المشرق بالیکر جان
اداک التاروا اذا اظہرت بالعشاء و اذ الخ الحریف قتل
للا ماض والنبی صلعم لما ظہر قتل الشک والامراض القلیئہ
وادکت النمار الحکمۃ والحلیۃ و علی قولنا المراد ہی النجوم
القی فی السماء لا ہنداء و نقول النجوم ہی الا مہتدا و

فی البراری فاقسم اللہ برہما لایتہا من المشاہدہ
والمناصبہ و علی قولنا المراد ہی النجوم من النجوم فالنجوم
متبع للشیاطین عن اهل السماء والانبیاء یبعدون
الشیاطین عن اهل الارض حتی کہ یہاں پر قرآن مجید کی ایک
سورۃ کا نام النجم لکھا گیا ہے تبصر رحمانی میں لکھا ہے۔
اقسم اللہ سبحانہ و تعالیٰ بالشہاب الذی کثیرا
استعاطہ عندہ مبعثہ قہر الشیطان اذا
صعد السماء لسماع اخبارہا والقاءہا الی اہل الارض
لا عواد الخلق بالاحبار عن الغیب ایضا قال اللہ تعالیٰ
وما اداک ما الطارق النجم الثاقب فان کل نفس
لما علیہا حافظ تبصر رحمانی میں لکھا ہے سورۃ الطلاق
سمیت بلہ لانہ لما حفظ للسماء عن قطر الشیطان
ایہا حفظہ القرآن والقوۃ والنظیریتہ للسان الی
قولہ النجم الثاقب للشیاطین اذا دی بشتہاب نیشا من
نورہ۔ غرضیکہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں ستاروں کا ذکر
فرما کر مطالب متعددہ کا ثبوت بیان فرمایا ہے۔ اگر حضرت
جری الدین نے مطابق سنت کلام الہی کے فضیلت حضرت
صدیق اکبر کی ستارہ مشتری سے تشبیہ فرمایا تو کیا
خطر شرعی لازم آیا۔ لغات عرب میں ستارہ مشتری کو سعد اکبر اور قاضی
فلک لکھا ہے چنانچہ صراح میں لکھا ہے مشتری کو کب کہ سعد اکبر
اور غیاث اللغات میں لکھا ہے کہ مشتری کا فارسی میں برجیں
اور ہندی میں برہسپت نام ہے۔ اس لئے اس کو یوم الخمیس
سے بھی بڑی مناسبت ہے اور پنجشنبہ کو ہندی میں برہسپت
کہتے ہیں۔ اور حدیث میں وارد ہے باریک اللہ یوم السبت
والخمیس۔ پس مشتری کی فضیلت حدیث سے بھی مستنبط ہوئی
ہے اور اگر یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ حدیث شریف میں صحابہ
کرام کی نسبت اصحابی کا النجوم باہم اقتدیم اقتدیم
وارد ہوا ہے تو اس سطر کے بلاغت حد اعجاز کو پہنچ جاتی
ہے۔ اس لئے کہ دیگر صحابہ کرام مثل دیگر ستاروں کے ہیں اور صریح
اکبر وغیرہ خلفاء فضیلت میں مثل مشتری ستارہ کے ہیں۔ جسکی فضیلت
مشہور و معلوم ہے اور اگر تیسرا لحاظ یہ بھی کیا جاوے کہ حدیث
لوکان الا یمان معلقا بالثریا لئلا یرجل اور رجال
من فارس۔ حدیث صحیح ہے اور حضرت جری الدین کا
مصدق ہونا اس حدیث کیلئے دلائل علیہ وبراہمہ سے
اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے تو اس شوق الفضل کی پیشانی
پر واسطے خلافت فضل عمر کے لکھا جانا اور مشتری ستارہ
کا دیگر نجوم پر افضل ہونا یہ سب مناسبات جنکا ثبوت قرآن مجید

اور حدیث صحیح سے ہے۔ ایسی لذت پیدا کرتے ہیں جس کو
اہل مذاق ہی سمجھتے ہیں۔

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند!
نکتہ بہت بے محرم اسرار کجا است

ادیب بلیغ کے لئے اگر اس قدر مناسبات مذکورہ بھی کسی
مطلب کے اثبات کے لئے کافی ہوں تو تمام دوا دین
عرب کا و باک نوا اور عبرت ہونا لازم آویگا واللہ اعلم بالصواب
فالمثل قوم مثله۔ بلکہ آیات مینات قرآنی مذکورہ اور
احادیث مذکورہ بھی لغو بالمد باطل اور لغو ہو جائیگی۔
یہ ہے حال سند مولوی فاضل صاحب کا! (محمد احسن امروہ)

فاضل سلسلہ مولانا محمد احسن مولوی محمد علی کے

بارے میں کیا فرماتے ہیں

پیغام میں ایک مضمون مولوی محمد علی کا چھپا تھا۔ جس میں
انہوں نے بڑے فخر سے ظاہر کیا تھا کہ فاضل مولوی محمد احسن
نے مجھے یار ارشد لکھا ہے۔ حالانکہ یہ خط خلافت و نبوت مسیح موعود
کے علاوہ انکار سے بہت پہلے کا تھا۔ مگر تاہم اس سے غلط
فہمی ہو سکتی تھی۔ اس لئے مولانا احسن کا تازہ خط درج کیا جاتا ہے
جو آپ کے لئے خط کی توضیح کرتا ہے۔ سو ہو بہا۔

ابا بعد خاکسار مضامین لغو مندرجہ پیغام کی طرف توجہ نہیں کرتا۔
والذین ہم عن اللغو معرضون۔ علاوہ الحکم۔ الحق۔ الفضل اور
تشیخ وغیرہ اس کا استیصال بخوبی کر رہے ہیں۔

جو کارے بے فضول من برآید مراد روئے سخن گفتن نہ شاید
گوان خطوط کے جو اب میں خاکسار کو القاربانی ہوا کہ۔ و اتل
علیہم نبأ الذی اتیناہ ایاہنا الآیہ فی الحقیقت ایم۔ اسے
صاحب اس مضمون کے مصداق ہیں۔ جو تفسیر آیات قرآن مجید کی
زبان انگلیش میں کر رہے تھے۔ یہ فیصلت ان کو اس وقت میں ہمیشہ کے

لئے ایسی حاصل تھی۔ جو حجت میں دوسرے کو محال نہیں تھی لیکن
بکرم فیصل بہ کثیرا و یدہای بہ کثیرا فاسلخ منہا کے بالآخر
فاسلخ تھا۔ اس فیصلت سے وہ ایسے منسلخ ہو گئی جیسا کہ منسلخ
ایسی کینچی سے جدا ہو جاتا ہے کہ کسی طرح کا تعلق دنیا میں نہیں رہتا
جو لکھا پڑھا تھا یا نہ تھا وہ سب ایک دم میں بھلا دیا ہر چند ان سے

عرض کیا گیا کہ وقل صاذا لولا الوتامہ وروح لطاح الانام
الکل فی مختلف والغلاد و عش سالما صددا و عن عیبتہ
تخص خطا القدا س اتقی مغیبتہ سے عرض رہتا
گیوں جوں دعا کی۔ آیت استخلاف کا محض انکار کر دیا۔ البتہ

حضرت جری اللہ کی تکذیب کی قیل اللہ اللہ شہد در ہم سے
تمام مذاہب باطلہ کی تصدیق وغیرہ وغیرہ

یہ کیوں ہوا فانبع الشیطان۔ اس لئے کہ اسکے پیچھے شیطان
پڑ گیا۔ طرح طرح کے دسواس اور خیل مقصدہ اپنی حکومت اور
امارت کے قائم کرینکی لئے بغیر ہر سبیل اور پینام کے شایع کرنے
لگے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ فکاک من الغادین۔ بعض منکرین خلافت
کیلئے امیر ہو گئے مگر یہ رفع درجات سابق میں ان کو دیا گیا تھا جیگا
خاکسار اس وقت میں قابل تھا۔ اگر استقامت پر قائم رہتی تو ضرور
یہ خصلت انکی ہمت کے لئے باقی رہ سکتی تھی۔ ولو شئت لفرغنا
بہا۔ لیکن وہ ایسے پستی کی طرف مایل ہو گئے کہ تمام آیات الہیاتی

اور نیز الہامی جو ان کو دیکھی تھیں۔ انکی تکذیب کرنے لگے اور منکرین
سیح کے ساتھ واسطہ حصول چند میوں کی جھگ گئے۔ و لکن

اخلاق الی الارض حضرت خلیفہ فضل عمر پر طرح طرح کے
لغیر اور انکی خلافت حقہ سلسلہ جماعت احمدیہ اور مصداق الہامی
جری اللہ فی حلق الانبیاء کی تکذیب خاندان نبوت کی توہین وغیرہ

بادجو دیکھا خاکسار سے بکلف کہا کرتے تھے کہ میں جدا ہلہیت کی
تقسیم اور تکریم کا مستحق ہوں۔ حضور صا صاحب عظیم الشان
یہ اثر کو نبی کیوں کر واقف نہ ہوتا کہ و اتبع ہوا کا یہ نتیجہ اتباع
کرنے اپنی خواہشات نفسانی کا مرکز قادیان کو بھی چھوڑا۔ اپنے
اقرارات سابقہ کو جو خلافت اولی میں شایع کر چکے تھے انے

ارتداد کیا اور باوجودیکہ ناقض البیت ہو کر پھر دوبارہ بھی موعیت
کر چکے تھے۔ پھر بھی کذب ہو گئے۔ اب نہ ادھر کے ہوئے نہ
ادھر کے۔ شل شہور ہے۔ دہوئی کا کتا گھر کا ہوا نہ گھاٹ کا

کما قال اللہ تعالیٰ فثقلہ کذلک انکلب ان تخی علیہ بلہث
او تزلزلہ بلہث۔ منکرین خلافت جب فراموش کرتے ہیں کہ

مصدقین خلافت کے اقلہ قاہرہ کا جواب دو۔ تب ہی
بلہث کا نظارہ نظر میں آتا ہے کہ جو مضمون پیغام میں

لکھا جاتا ہے۔ بالکل لغو۔ اور اگر منکرین خلافت کہتے ہیں کہ
ان کے حوالوں کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ تب ہی

وہ اپنے ہوائے نفس کے اتباع میں کچھ نہ کچھ لغویات
کو شایع کرتے رہتے ہیں تاکہ کسی قدر آئلوپ نہختے رہیں اور تکریم

بلہث اگر کسی کو خبیہ ہو کہ یہ قصہ تو یا بلعم باعور کا تھا یا اس
ابن الصلت کا حال ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

وقت میں ایک بڑا فاضل مثلاً ایم۔ اے کے تباہیئے سرحدہ
مصدق رسالت آنحضرت صلی علیہ وسلم کا تھا۔ لیکن بوقت
دعویٰ کے مرتد ہو گیا تھا۔ تو جو آرا ارشاد ہے کہ ذالک مثل
القوم الذین کذبوا بآیتنا فاقصص القصص علیہم

یتفکرون۔ یعنی یہ مضمون عام ہے اور شامل ہے ایسے
تمام مکذبین مرتدین کے لئے جو قیامت تک پیدا ہوویں گے۔

العبارة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب
پس سرحدہ اور ذم کسی کے حالات و موجودہ کے لحاظ سے
ہوا کرتی ہے ان خلیفہ خلیفہ وان شش قش۔ بلعم باعور
کے حالات میں لکھا ہے کہ خلیفہ یق لہ الا المکر والخذلیعہ
والجیلۃ دیکھو پیغام میں بھی بجز دسواس اور جلیات اور
مکروں کے کچھ نہیں ہوتا۔ پس زمانہ سابقہ میں جو خاکسار نے
انکی نسبت جو کچھ بھی لکھا تھا۔ اب اس کے ساتھ کوئی شخص
اس حالت ارتداد میں کیونکر متمسک و مستدل ہو سکتا ہے اور

یہی حالت ہے جو کہ ساء مثلاً القوم الذین کذبوا بآیتنا
وانفسہم کاذبا یظنون میں ہے وہیں خاکسار محمد احسن عفی اللہ

از (امروہ)

ضروری اطلاع

براہر ان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الہ نقالے کے فضل و کرم اسے عید مبارک کا
دن نزدیک آ رہا ہے۔ خداوند کریم اس مبارک
دن کو ہمارے لئے واقعی ہر پہلو سے عید کا
دن بنا دے۔ اور ہمارے ناز و زول کو قبول
فرما دے۔ عید کی ناز سے پہلے فطرانہ کا ادا
کیا جانا ایک نہایت ضروری امر ہے تا عذر با

کے لئے بھی یہ دن عید کا دن ہو۔ اس
لئے احباب بڑی توجہ اور سعی سے

فطرانہ اور چندہ عید فطر جمع کر کے روانہ
دارالامان فرماویں۔ تا عریب ہماجرین

کی دعائیں بھی آپ کے شامل حال ہوں

والسلام۔

سکری صدر انجن احمدیہ قادیان

دارالامان

جو ہر نایاب لجن و نایاب لجن پر حلیہ بیان

ہم اپنے دو سونوں اور حوام صحابیوں کی حیر خواہی اور ان کی بدظنی کو دور کر دینے کے حلیہ بیان
 تحریر کر دینا ضروری سمجھا کیونکہ آج کل جوڑے بازار میں ہر ایک کے اس قدر بظن کو ہمارے کہ ہر ایک نے ان کو جوڑا
 وگ جوڑا ہی سمجھتے ہیں اسلئے خلق خدا ایک مفید اور مجرب نسخہ بھی تحریر فرماتا ہے۔ جو کہ نایاب لجن یا حکیم کو جوڑ
 نرانی اکبر ہے اور دنیا کی تمام حاصل ہو کر کہ مفید اور زود اثر ہے اسلئے ہم یہ فرض کر کے ناظرین کی خدمت میں اپنا حلیہ بیان نایاب لجن کے متعلق لکھ کر ان کو اعتبار دلانے کے واسطے نایاب لجن میں یہ فائدہ جوڑوں اسلئے دیکھنے پہلے اہل حق علی لکھنا
 وزیر نظر رکھ کر اور اپنے خدا و مولیٰ کو حاضر و ناظر سمجھا اور میرا بی عادل کو دست کے مواخذہ کو بھی سمجھا کہ حلیہ بیان تحریر کرتا ہوں۔ کہ نایاب لجن کے استعمال انہوں میں کوئی روض پیدا نہیں ہو سکتا۔ دیکھتی انہوں کو مشغول میں تمام کر دیتا ہے اور جوڑوں کے
 انہوں میں اگر لگایا جاوے وہ بد اثر نہیں ہوتا۔ لکھوں کو فوراً دور کرتا ہے۔ انہوں میں خواہ کیسی ہی درد کیوں نہ ہو فوراً آرام دیتا ہے۔ طیس اور سرخی خیم کو آٹا فانا دور کر دینا اس کا کام ہے۔ ابتدا سونیا نہ۔ انا طوطہ کو جوڑ کر دیتا ہے۔ دم کو ایک ہی دن
 میں دور کر دیتا ہے۔ استرخا فک کو دور کرتا ہے۔ اگر لکھوں کے بال گر گئے ہوں تو جادو دیتا ہے۔ خارش چشم تک کو دور کر نہیں دے بغیر چہ جو پاک سبب سے کٹا میں پیٹ جاتا ہوں انکو ایک ہی دن میں ختم دیتا ہے۔ جو انہیں شہنشاہ کو نہ کر
 سکھائی شہنشاہ میں نہ کہیں ایک معدن میں ہی درست ہو جاتی ہیں۔ ایک سال کا بچہ لاجلا ایک ہفتہ میں دور کر دیتا ہے۔ اعلیٰ القیاس جتنے سال کا جلا یا بولہ او اتنی ہی ہفتے کے اندر اندر شرطہ دور ہو جاتا ہے۔ دوسرے یا اعتبار والی انہیں ہی جاتا
 ہو جاتی ہیں۔ انکو نو سبب تکلیف کو دور کرتا ہے اور ہر وقت پانی پینے کو روک دیتا ہے۔ انہوں کے پانی کو دور کرتا ہے۔ اگر انہوں ریت کو لکھ کر معلوم ہوتے ہوں تو پہلے دن ہی دور دیتا ہے۔ اس کے استعمال کو انہوں میں دیکھیں کہ جوڑ
 اور اس کو تیر کرنا ہی محاذ حلام ارض چشم ہم کیسے دیکھیں اسکو انعام دیا جائے گا جو نایاب لجن کو غیر مفید ثابت کر دے۔ بزرگوار اسلئے علاج ہو سکتا ہے یا حلیہ مرض کامل ہم سے کہ علاج ہو سکتا ہے جوڑیاں سنو کہ ایک ہی عدد میں دور کرتا ہے۔ غلی
 انہوں کے لئے نایاب لجن اصل قیمت اسے رہا یعنی حوام سے غلہ۔ نایاب لجن اصل قیمت وہ رہا یعنی حوام سے تین روپیہ قیمتور (رستے)

داد کا مرہم

دیکھئے ہمارا صاحب ریاست مشکوٰۃ (ضلع جھنگ) کیا کہتے ہیں:-

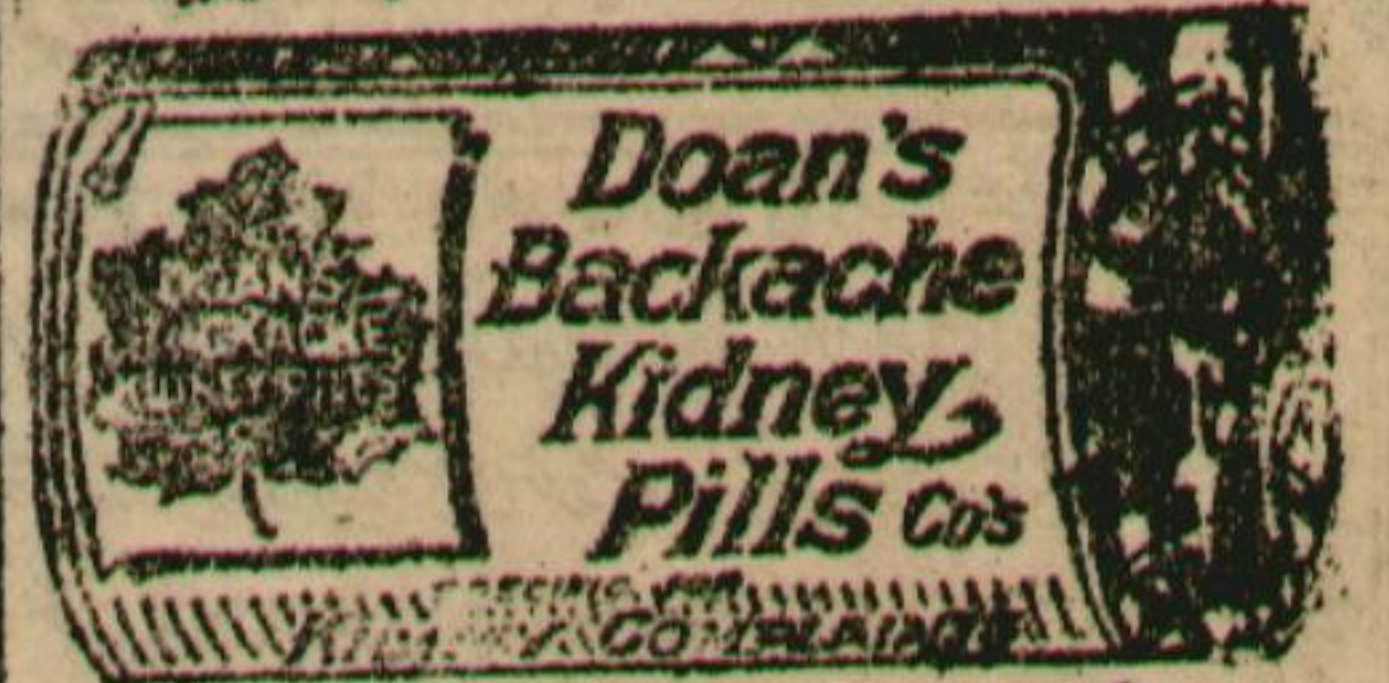
یہ دوسرا موقع ہے کہ آپ کے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھایا جس سے میں ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں مشکوٰۃ میں اس کے استعمال کرتے والے سہی جاب ہمارا صاحب کی طرح مدح ہیں۔ کیونکہ یہ تین مراتب کے استمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایک دم اچھا کر دیتا ہے

قیمت فی ڈیسہ ہر محمولہ ایک ایک سے تک ۵۔ اودیات ہر ایک جگہ دوکانداروں اور نیز ہمارے ایجنٹوں سے ملے گی ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس کے برن تارا چندت نمبر ۵۵۔ اسٹریٹ کلکتہ۔

تندرستی کی تندرستی

تندرستی کے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر تندرست نہ ہو تو اس کو فوراً اس کا طس امیشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں خیر قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائے گا۔ تندرستی کی یقینی علامت استعمال خیر روز بعد تیرے معالجہ ہو جائے تاکہ اس سے چھوڑا نہیں جاتا۔ اس کا طس امیشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں خیر قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائے گا۔



یہ دوا بایا ہونے والی ہے۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔ ہر دن ۱۰۔ ۲۰ پاکیں۔ ۲۰۔ ۳۰ پاکیں کے پاس سے۔

کسی جگہ کی سیر کا لطف

کبھی بھی نہیں آسکتا جب تک کہ اس جگہ کی گائیڈ سپ کے پاس نہ ہو کوئی انگریزی گائیڈ کے بغیر کبھی کسی شہر میں جانا پسند نہیں کرے گا۔ چاہے اس کے درختوں دوست و ماں موعود ہوں شہر جاکر گائیڈ آپ لپٹا لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو

پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی تیار کردہ

شیر

کو پنڈت جی نے بڑے بڑے شوق سے خود ہر ایک جگہ کی سیر کر کے لکھا ہے کل سیر گاہیں میلے پیاری لوگوں کے اور ان کی رسوم گورنمنٹ کمیٹی کے قواعد عارلوں اور انٹرنیٹ یوشنوں کا بیان خرید و فروخت کی اشیاء رستے آنے جانے اور ارد گرد کے میں میں میل تک کے حالات۔ ہر سیر گاہ پر آنے جانے کے وسائل ان کا مفصل بیان اس طرح پر کیا ہے کہ گویا پڑھتے ہی آپ سیر کر رہے ہیں۔ وہاں کی بوٹیوں کا بھی بیان ہے جو دیکھنے کے قابل ہے۔ جو لوگ شہر جانیو ملے ہوں یا شہر پہنچے ہوں۔ ان سب کو فوراً اس کو سٹوٹا جانیو آپ کا وہاں دوست بھی ہے تو یہی ایسی کتب میں بہت سی باتیں ایسی ملتی ہیں جو کہ ان لوگوں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ میں نوکتا ہوں کہ جو شہر جانا نہیں چاہتے۔ ان کی بھی سٹوٹا کر شہر کی سیر کا گھر بیٹھے لطف اٹھانا چاہیئے۔ کاش کہ ہمارے لوگوں کے اندر رہنما کتب پاس رکھنے کا شوق زیادہ ہو تھیت برائے نام فی جلد مجلد

میلنے کا پتہ مینجہ کارخانہ امرت دمارالاہور

سجائی کا چندا

اشتراک کی گرم بازاری ٹھنڈی کی تیری دطری مر لخصی کی آہ دزاری آجکل وہ سال سال دکھائی ہے کہ الامان کیلین ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں ادل آزماؤ پھر سٹوٹا دیا اس میں کبھی دھوکہ ہے مجھوں طلسمی قوت کے تامل کیجیہ سہرا ان لوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر شکایت مئی جاتی ہے میں اس مرض کیلئے یہ بچوں تیار کی ہے جبکہ چند روز کے استعمال سے اس مرض متعلقہ قوت تامل فوراً رخ ہوتے ہیں اور ہر ایک قسم کی شکایات کیلئے انتہا اندمغیہ ہے قیمت فی بکس (۵۰) طلسمی پیرا سال کی وجہ سے اور جو الی کی غلط کاربوں سے یہ مرض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود بخود تک لڑتے ہوئے ہے ہمارا اس طلسمی فائدہ اٹھائی انتہا اندمغیہ ضروری اہل کو مفید پائیے۔

سر۔ سہمائی آنکھ کی کل بیماریوں کو رخ کرنا اور قوت بصارت برآینا اہمیت فستولہ

صلون دندان کی کل بیماریوں کو رخ کرنا اور قوت بصارت برآینا اہمیت فستولہ

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر تندرست نہ ہو تو اس کو فوراً اس کا طس امیشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں خیر قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائے گا۔



تندرستی کی یقینی علامت استعمال خیر روز بعد تیرے معالجہ ہو جائے تاکہ اس سے چھوڑا نہیں جاتا۔ اس کا طس امیشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں خیر قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائے گا۔